www.nepalurdutimes.com تاحشریوں ہی چمکے نیپال اردو ٹائمز Nepal Urdu Times nepalurdutimes تیرے لیے دعا یہ رمضان کررہا ہے nepalurdutimes ہیں خوب تیرے چرچے نیپال اردو ٹائمز Nepal Urdu Times اللہ کے کرم سے فیض شہ امم سے

بانی ومہتمم :مفتی محمد رضا قادری نقشبندی مصباحی خلیفہ حضور شیخ العالم وسربراہ اعلیٰ علما کونسل نیپال بفیض روحانی : مجمع الفضائل والبرکات،مظہر کمالات امام ربانی حضور شیخ العالم مولانا شاہ احمد رضا نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ قیادت :قائد ملت نیپال حضرت مولاناالحاج سید غلام حسین مظہری مرکزی صدر علما کونسل نیپال

نیپال اردو ٹائمز

ہفت روزہ

Weekly

The NEPAL URDU TIMES

ULMA FOUNDATION NEPAL ओलमा फाउन्डेशन नेपाल Nagarjun Nagarpalika, 1- Kathmandu Nepal Regd.372860

چیف ایڈیٹر: عبدالجبار علیمی نظامی

weeklynepalurtutimes@gamil.com 10 صفحات www.nepalurdutimes.com ۲۵/ربیع النور۱۴۴۷ھ/۱۸/ستمبر ۲۰۲۵ء-۲/اسوج ۲۰۸۲ بکرم

عام انتخاب کا اعلان 5 مارچ 2026 کو ہوگی ووٹنگ: وزیر اعظم

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز

احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو نیپال میں عام انتخاب کی تاریخ کا اعلان ہو گیا ہے۔ صدر رام چندر پوڈیل کے دفتر نے اعلان کیا ہے کہ آئندہ پارلیمانی انتخاب 5 مارچ 2026 کو ہوں گے۔ یہ فیصلہ نو منتخب عبوری وزیر اعظم سوشیلا کارکی کی سفارش پر لیا گیا ہے۔ صدر پوڈیل نے ملک کی انتہائی نازک، پیچیدہ صورتحال کے بعد حاصل ہونے والے پرامن حل پر زور دیتے ہوئے کہا ہے کہ پرز آئین، پارلیمانی نظام اور وفاقی جمہوریہ برقرار ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ چھ ماہ کے اندر 5 مارچ 2026 تک نمائندہ پارلیمنٹ کے انتخابات مکمل کر کے عوام کو ایک مزید مستحکم اور ترقی یافتہ جمہوریت کے راستے پر آگے بڑھنے کا موقع ملا گا۔ صدر نے تمام سیاسی فریقین سے اپیل کی ہے کہ اس قیمتی موقع کا بھرپور اور عقلمندی کے ساتھ استعمال کریں، عوام کے اعتماد کو برقرار رکھیں اور خود اپنی ذمہ ذمہ داری نبھاتے ہوئے آئندہ 21 فاگن 5 مارچ 2026 کو ہونے والے انتخابات کے شفاف انعقاد میں بھرپور تعاون کریں۔ صدر محترم نے فرمایا کہ وقت کی حساسیت اور ملک کی بقا کے پیش نظر سب کو مشترکہ محبت اور تعاون کے جذبے سے آگے بڑھنا ہوگا تاکہ جمہوریت مضبوط اور عوام کی توقعات کے مطابق ہو۔ واضح ہو کہ صدر پوڈیل نے زین زی گروپ کے مطالبہ کو قبول کرتے ہوئے 12 ستمبر کو موجودہ پارلیمنٹ تحلیل کر دی تھی اور سابق چیف جسٹس سوشیلا کارکی نے ملک کی عبوری وزیر اعظم کے طور پر حلف لیا تھا۔ وہ نیپال کی پہلی خاتون وزیر اعظم بھی ہیں۔ واضح ہو کہ جین زی کے پر تشدد احتجاج کے دوران نیپال حکومت کے ہیڈ کوارٹر دسنگھ دربار کو نذر آتش کر دیا گیا تھا۔ سرکاری ذرائع کے مطابق سنگھ دربار کے احاطہ میں ہی وزارت داخلہ کے لیے نئی تعمیر شدہ عمارت کو وزیر اعظم کے دفتر کی شکل میں تیار کیا گیا ہے۔ نئی عمارت کے آس پاس صفائی کا کام چل رہا ہے، تاکہ وزیر اعظم کے دفتر کو جلد از جلد منتقل کیا جاسکے۔ اس سے قبل وزیر اعظم کارکی نے ہفتہ کو کاٹھمانڈو کے بانیشور علاقہ میں سول اسپتال کا دورہ کیا، جہاں احتجاج کے دوران زخمی درجنوں لوگوں کا علاج چل رہا ہے۔ نیپال کی بڑی سیاسی پارٹیوں اور سپریم وکلاء کے ادارہ نے پارلیمنٹ کو تحلیل کرنے کے صدر کے فیصلہ پر سخت تنقید کی ہے۔ انہوں نے اسے غیر قانونی، من مانی اور جمہوریت پر شدید حملہ قرار دیا ہے۔ تحلیل شدہ ایوان نمائندگان (نیپال کی پارلیمنٹ کا ایوان زیریں کے چیف وہپ نے پارلیمنٹ تحلیل کرنے کے خلافمشترکہ بیان جاری کیا ہے۔ مظاہرین نے پارلیمنٹ ہاؤس، وزیر اعظم کی وزیر رہائش اور دیگر اہم عمارات کو آگ کے حوالے کر دیا۔ اس پر تشدد مظاہرے میں 51 سے زائد اموات اور 1300 سے زائد افراد زخمی ہوئے ہیں۔ عبوری وزیر اعظم کے عہدہ کے لیے سوشیلا کارکی کا انتخاب آرمی چیف اشوک راج سگدیل اور صدر پوڈیل کے ساتھ جین زی کے نمائندوں کی 2 دنوں تک جاری مذاکرات کے بعد ہوا

نیپال میں سیاسی بحران کے درمیان رامیشور کھنال نے وزارت خزانہ کا چارج سنبھالا

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز

احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو نیپال میں 8 اور 9 ستمبر کو ہونے والے مظاہروں کے دوران کے پی شرما اولی کی قیادت والی حکومت گرنے کے بعد عبوری وزیر اعظم سشیلا کارکی نے پیر کو تین رکنی کابینہ تشکیل دی۔ تجربہ کار ماہر اقتصادیات اور سابق فنانس سکریٹری رامیشور کھنال کو وزارت خزانہ کا قلمدان سونپا گیا ہے۔ سابق چیف جسٹس کارکی نے پیر کو رامیشور کھنال کو وزیر خزانہ کلمان گھیسنگ کو توانائی آبی وسائل اور آبپاشی کے وزیر اور سینئر ایڈوکیٹ اوم پرکاش آریال کو وزیر داخلہ اور قانون کے طور پر اپنی کابینہ میں شامل کیا۔ ملک کے معاشی اور سیاسی بحران کے درمیان کھنال نے آج چارج سنبھال لیا۔ پچھلے سال ہی اولی حکومت نے کھنال کو اقتصادی اصلاحات پر ایک اعلیٰ سطحی کمیشن کا سربراہ مقرر کیا، جس کی سفارشات کا تجزیہ کاروں اور کاروباری برادری نے بڑے پیمانے پر خیر مقدم کیا۔ خانال نے بعد میں حکومت کے ساتھ پالیسی اختلاف کے بعد استعفیٰ دے دیا۔ ان کی تقرری اب اہمیت اختیار کر گئی ہے کیونکہ جنرل جی موومنٹ نے سرکاری اور نجی املاک کو بڑے پیمانے پر نقصان پہنچایا ہے، جس سے حکومت پر تعمیر نو کے لیے فنڈز جمع کرنے کا دباؤ ہے، جبکہ مارچ تک ہونے والے انتخابات کے لیے بھی تیاریاں کی جارہی ہیں

کاٹھمانڈو میں احتجاج کے دوران ہلاک ہونے والے 10 طلباء کی آخری رسومات ادا کی گئیں

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز

احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو

نیپال میں 8 اور 9 ستمبر کے پر تشدد مظاہروں کے دوران جان کی بازی ہارنے والے دس طلبا کی آخری رسومات منگل کو ادا کی گئیں۔ ان میں سے نو لاشیں مہاراج گنج کے تریبھون یونیورسٹی ٹیچنگ اسپتال اور ایک کو پاٹن اسپتال میں رکھا گیا تھا۔ عبوری حکومت نے ایک دن پہلے پیر کو زین زیڈ تحریک کے دوران ہلاک ہونے والوں کو سرکاری طور پر شہید کا درجہ دینے کا فیصلہ کیا۔ حکومت نے ان کے اعزاز میں ایک دن کا قومی سوگ اور عام تعطیل کا اعلان کیا ہے۔ جاں بحق طلبہ کی قربانی کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے آخری رسومات کا آج ایک جلوس نکالا گیا، جس کا آغاز ٹیچنگ اسپتال سے ہوا اور آخری رسومات ادا کرنے سے قبل رنگ روڈ پر اس جلوس کو گھمایا گیا۔ تریبھون یونیورسٹی کے ترجمان کالی پرساد روزیارا کے مطابق کاٹھمانڈو سے باہر رہنے والے مرنے والوں کی لاشوں کو ان کی منزل پر پہنچا دیا گیا ہے۔ منگل کو کاٹھمانڈو کے 10 مرنے والوں کی آخری رسومات ادا کی گئی ہیں۔

وزیر اعظم کارکی نے پدم شری سے نوازے گئے ڈاکٹر سندوک رویت کو وزیر بننے کی پیشکش کی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز

احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو

عبوری وزیر اعظم سوشیلا کارکی نے نیپال کے مشہور ماہر امراض چشم ڈاکٹر سندوک رویت کو حکومت میں شامل ہونے کی پیشکش کی ہے، لیکن انہوں نے حکومت کا حصہ بننے سے انکار کر دیا ہے۔ ڈاکٹر رویت کو حکومت ہند نے پدم شری سے نوازا ہے۔ ڈاکٹر سندوک رویت نیپال کے ایک مشہور ماہر امراض چشم ہیں، جو اپنی سستی اور موثر موتیا کی سرجری کے لیے مشہور ہیں۔ اس نے ایشیاء اور افریقہ کے لاکھوں لوگوں کی بینائی بحال کی ہے۔ ہندوستان میں طب کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس نے کنگ جارج میڈیکل کالج اور ایمس دہلی میں تربیت حاصل کی۔ ڈاکٹر رویت نے ہمالین کیٹریکٹ پروجیکٹ کی مشترکہ بنیاد رکھی ہے۔ انہیں بھارت کے پدم شری ایوارڈ سمیت کئی بین الاقوامی اعزازات سے نوازا جا چکا ہے۔ منگل کو کاٹھمانڈو میں تلگنگا آئی ہسپتال کے دورے کے دوران

عبوری وزیر اعظم کارکی نے ڈاکٹر رویت کو عبوری حکومت میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ جواب میں ڈاکٹر رویت نے کہا کہ میں حکومت کا ساتھ دوں گا، لیکن میں اس کا حصہ نہیں بن سکتا۔ ڈاکٹر رویت نے کہا کہ وہ اپنی ہسپتال کی ذمہ داریوں اور مریضوں کو چھوڑ کر حکومت میں شامل نہیں ہو سکتے۔ ڈاکٹر رویت کو 2018 میں حکومت ہند کی طرف سے ان کی طبّی خدمات کے لیے چوتھے اعلیٰ ترین شہری اعزاز پدم شری سے نوازا گیا۔ انہوں نے یہ اعزاز اس وقت کے صدر رام ناتھ کووند سے حاصل کیا تھا

احتجاج میں شہید کے اہل خانہ کو 10 لاکھ روپے دے گی سرکار، زخمیوں کا مفت علاج

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز

احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو

یہ اعلان یقیناً ایک جذباتی، دل دہلا دینے والے واقعے کے بعد حکومت کی طرف سے مظاہرین اور ان کے اہل خانہ کے لیے ایک حوصلہ افزا اور امید بھرا اقدام قرار دیا جارہا ہے۔ جو ایک نیک فعال ہے۔ 7-8 ستمبر کو کاٹھمانڈو کے علاوہ ملک بھر میں ہونے والے احتجاج کے دوران جان بحق ہونے والوں کے اہل خانہ کو فی کس 10 لاکھ روپیہ دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ یہ اعلان اتوار کو وزیر اعظم سشیلا کارکی کے عہدہ سنبھالنے کے موقع پر کیا گیا۔ سرکاری ذرائع کے مطابق، احتجاج کے دوران جان بحق ہونے والوں کو شہید کا درجہ دینے کا بھی فیصلہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح، مظاہرے میں زخمی ہونے والے افراد کا علاج حکومت کی جانب سے مکمل طور پر مفت کرانے کا اعلان کیا گیا ہے۔ گزشتہ ہفتے جین زیڈ کے طلب پر ہونے والے مظاہرے کے دوران جب احتجاجی پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے پہنچے، تو سکیورٹی اہلکاروں نے فائرنگ کی جس کے نتیجے میں 72 افراد جان کی بازی ہار گئے۔ ان میں 59 مظاہرین، 10 قیدی اور ہے۔ گزشتہ ہفتے جین زیڈ کے طلب پر 3 پولیس اہلکار شامل ہیں۔ زخمیوں کی تعداد 2 ہزار سے متجاوز ہے۔ اسی دوران 134 مظاہرین اور 57 پولس اہلکار زخمی ہوئے، جن کا علاج مختلف اسپتالوں میں جاری ہے۔ حکومت کا یہ قدم مظاہرین کے اہل خانہ کے حق میں ہمدردی اور انصاف کی ضمانت کے طور پر لیا گیا ہے، تاکہ وہ اپنے پیاروں کی قربانی کا مناسب معاوضہ حاصل کر سکیں۔ کمیونسٹ پارٹی ہونے والے مظاہرے کے دوران جب احتجاجی پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے پہنچے، تو سکیورٹی اہلکاروں نے فائرنگ کی جس کے نتیجے میں 72 افراد جان کی بازی ہار گئے۔ ان میں 59 مظاہرین، 10 قیدی اور کے ایک رہنماء نے اس سے متعلق کہا کہ یہ اعلان ایک جذباتی، دل دہلا دینے والے واقعے کے بعد حکومت کی طرف سے مظاہرین اور ان کے اہل خانہ سے اور کے اور کے لیے ایک حوصلہ افزا اور امید بھرا قدم ہے۔ واضح ہو کہ نیپال میں جین زیڈ نو جوانوں کی تحریک نے محض 4 دنوں کے اندر حکومت کا تختہ پلٹ دیا اور اپنی پسند سے نئی حکومت تشکیل دی۔ راجدھانی کاٹھمانڈو، پوکھرا اور بھول سمیت پورے ملک میں جگہ جگہ اولی حکومت کے خلاف احتجاج ہوئے تھے، جس میں کئی نوجوان کی موت بھی ہو

گئی۔ اس احتجاج میں نوجوانوں نے معاشرتی اور سیاسی انصاف کا مطالبہ کرتے ہوئے اپنی جانوں کی قربانیاں دے دیں۔ سوشیلا کارکی کابینہ نے تحریک کے دوران جان گنوانے والے نوجوانوں کو شہید کا درجہ دینے کا اعلان کیا ہے۔ یہ فیصلہ ان کی قربانی کو قومی اعزاز سے نوازنے کی سمت میں ایک اہم قدم تصور کیا جارہا ہے

تین وزراء عبوری حکومت میں شامل، صدر نے دلایا حلف

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز

احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو

عبوری وزیر اعظم سشیلا کارکی کی حکومت میں مقرر کردہ تین

نئے وزراء نے پیر کو حلف لیا۔ انہیں صدر کی شیتل رہائش گاہ پر ایک خصوصی تقریب میں عہدے اور رازداری کا حلف دلایا گیا۔ عبوری وزیر اعظم سشیلا کارکی نے اتوار کی شام تینوں وزراء کا تقرر کیا تھا۔ صدر رام چندر پوڈیل نے آج کلمان گھیسنگ کو توانائی آبی وسائل اور آبپاشی کے وزیر اوم پرکاش آریال کو وزیر داخلہ اور قانون اور رامیشور کھنال کو وزیر خزانہ کے طور پر حلف دلایا۔ توانائی کے ساتھ ساتھ گھیسنگ کو فزیکل انفراسٹرکچر اور ٹرانسپورٹ اور شہری ترقی کی وزارت کی ذمہ داری بھی دی گئی ہے۔ اپنی وزارتی تقرری سے پہلے، گھیسنگ نیپال الیکٹرسٹی اتھارٹی کے مینیجنگ ڈائریکٹر کے طور پر کام کر چکے ہیں۔ گھیسنگ، جو اپنی انتظامی صلاحیتوں کی وجہ سے نیپال کو لوڈشیڈنگ سے نجات دلانے کے لیے عام لوگوں میں مقبول تھے، کو چند ماہ قبل کے پی اولی حکومت نے این ای اے سے ہٹا دیا تھا۔ اوم پرکاش آریال انہیں وزارت داخلہ کے ساتھ وزارت قانون کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ آریال اس سے قبل کاٹھمانڈو کے میئر بلندر شاہ کے قانونی مشیر تھے، جبکہ کھنال سابق فنانس سیکرٹری ہیں۔

نیپالی فوج نے اپنی دانشمندی سے ایک حاملہ خاتون کو بچایا

کھٹمنڈو - خواتین، بچوں اور بزرگ شہریوں کی وزارت کے ذریعے چلائے جانے والے قومی خواتین کو بااختیار بنانے کے منصوبے کے تحت بدھ کو جاجر کوٹ میں نیپال کی فوج کے ہوائی جہاز کے ذریعے ایک خاتون کو زچگی کے پیچیدہ مسائل سے بچایا گیا۔

نیپالی فوج نے 26 سالہ حاملہ خاتون کو جاجر کوٹ کے کوشے دیہی میونسپلٹی-2 سے بچایا اور اس کی صحت کی حالت نازک ہونے کے بعد وزارت کی درخواست پر اسے ہوائی جہاز سے سورکھیت پہنچایا۔ وزارت حاملہ اور نفلی خواتین کو ہنگامی حالات میں فوری علاج تک رسائی فراہم کرنے کے لیے اس طرح کے ہوائی جہاز کے پروگراموں کا انعقاد کرتی رہی ہے

Weekly The
NEPAL URDU TIMES
۲۵/ربیع النور۱۴۴۷ھ/۱۸/ستمبر۲۰۲۵ء-۲/اسوج۲۰۸۲بکرم
ہفت روزہ
نیپال اردو ٹائمز

زین زیڈ احتجاج کے دوران 13 ہزار 500 قیدی جیلوں سے فرار

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

نیپال میں حکومت مخالف مظاہروں کے دوران ملک بھر کی جیلوں سے 13 ہزار 500 سے زائد قیدی فرار ہوگئے۔نیپال پولیس کے ترجمان بنود گھیمرے نے اے ایف پی کو بتایا کہ "منگل کے روز تین پولیس اہلکار ہلاک ہوئے جبکہ 13 ہزار 500 سے زیادہ قیدی مختلف جیلوں سے فرار ہوگئے۔بدھ کے روز دارالحکومت کاٹھمانڈو کی سڑکوں پر فوجی دستے تعینات کیے گئے تاکہ امن وامان بحال کیا جاسکے۔ مظاہرین نے پارلیمنٹ کو آگ لگا دی تھی اور وزیرِاعظم کو استعفیٰ دینے پر مجبور کر دیا تھا۔ یہ گزشتہ دو دہائیوں میں ملک کو درپیش بدترین پر تشدد واقعات قرار دیے جا رہے ہیں۔مظاہرے پیر کو کاٹھمانڈو میں سوشل میڈیا پر پابندی اور بدعنوانی کے خلاف شروع ہوئے تھے، تاہم حکومتی کریک ڈاؤن میں 25 افراد کی ہلاکت کے بعد احتجاج ملک بھر میں شدت اختیار کر گیا اور سرکاری عمارتوں کو نذرِ آتش کر دیا گیا۔ملک میں تیزی سے بڑھتی ہوئی بدامنی نے سب کو حیران کر دیا ہے، جبکہ نیپال فوج نے متنبہ کیا ہے کہ ایسی سرگرمیوں سے ملک عدم استحکام اور شدید انتشار کا شکار ہوسکتا ہے۔ کاٹھمانڈو کی دلی بازار جیل سے سینکڑوں قیدی فرار ہوئے جنہیں فوجی اہلکار روکنے کی کوشش کرتے رہے۔ صورتحال پر قابو پانے کے لیے پولیس زیادہ تر علاقوں سے پیچھے ہٹ گئی ہے اور صرف ہیڈ کوارٹرز تک محدود ہے، جبکہ نیپال فوج نے دارالحکومت میں گشت شروع کر دیا ہے اور لاؤڈ اسپیکروں کے ذریعے کرفیو نافذ کرنے کا اعلان کیا۔ فوج کے سربراہ جنرل اشوک راج سگڈیل نے عوام سے اپیل کی ہے کہ احتجاج ختم کریں اور مذاکرات کا راستہ اختیار کریں۔ واضح رہے کہ پیر کو سوشل میڈیا پر پابندی کے خلاف نوجوانوں کے احتجاج نے شدت اختیار کی تھی جس کے دوران مظاہرین نے پارلیمنٹ میں داخل ہونے کی کوشش کی اور پولیس سے جھڑپوں میں کئی ہلاکتیں ہوئیں۔ بعد تاہم مظاہرین نے احتجاج ختم نہیں کیا اور مختلف سرکاری و نجی عمارتوں پر حملے اور توڑ پھوڑ جاری رکھی۔

پرچنڈ "سیاسی کھیل" کھیلتے کھیلتے سڑکوں پر آگئے

شفیق رضا

کاٹھمانڈو : ماؤوادی پارٹی کے صدر کمل دہل پرچنڈ نے پارٹی کے مرکزی دفتر کے معائنے کے دوران، جسے مظاہرین نے جلا دیا تھا کہا کہ دوبارہ کارکنان کی مدد سے پارٹی کی ایک عظیم الشان عمارت تعمیر کرینگے۔ انہوں نے کہا کہ ہم دوبارہ پھر کھڑے ہونگے، جین-جی بغاوت کے بعد فوجی کیمپوں سے نکلنے کے بعد اس نے اپنی پہلی عوامی نمائش کی، پولیس کی فائرنگ اور مسلح تصادم میں مرنے والوں کو خراج عقیدت پیش کیا۔للت پور میں مظاہرین کی طرف سے ان کی رہائش گاہ کو آگ لگانے کے بعد وہ دو دن پہلے سے فوجی کیمپوں میں پناہ لے چکے تھے ۔ وہ پچھلے سال اپوزیشن میں شامل ہونے کے بعد سے سیاسی اور جسمانی طور پر سڑکوں پر ہیں۔ وہیں ڈپٹی سیکرٹری جنرل جناردن شرما کی جانب سے استعفیٰ مانگے جانے کے بعد وہ دباؤ میں ہیں۔ماضی میں دہل نے بارہا کہا ہے کہ وہ ماضی کی غلطیوں کو سدھاریں گے اور لوگوں کے مسائل کو اٹھائیں گے۔ سمبت 2079 کے عام انتخابات کے بعد، وہ کبھی کبھی کانگریس اور یوایم ایل کے ساتھ اتحاد میں وزیر اعظم بنے۔انہوں نے کہا تھا کہ گزشتہ سال کانگریس-یو ایم ایل اتحاد بننے کے بعد انہیں خود کو درست کرنا ہوگا۔ لیکن اپوزیشن تک پہنچنے کے بعد بھی وہ کانگریس-یو ایم ایل مخلوط حکومت کا تختہ الٹ کر اقتدار میں آنے کی خواہش ترک نہیں کر سکے۔وہ بارہا پارلیمنٹ اور سڑکوں کے ذریعے حکومت کے خلاف اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے تھے۔جب کانگریس اور یو ایم ایل سیاسی تقریروں اور دیگر مسائل پر آپس میں دست و گریباں تھے، وہ کہتے رہے تھے کہ 'اگر ضرورت پڑی تو وہ حکومت میں شامل ہو سکتے ہیں، لیکن وہ نہیں کریں گے'۔انہوں نے خبردار کیا تھا کہ کانگریس-یو ایم ایل مخلوط حکومت کی کارکردگی سے مایوس لوگ حکومت کو گرا دیں گے۔ اسی تنبیہ کے ساتھ انہوں نے حکمران اتحاد پر بھی حملہ کیا تھا اور متبادل حکمران اتحاد بنانے کی کوشش کی تھی

وزیر اعظم کارکی اور ہندوستانی وزیر اعظم مودی کے درمیان فون پر بات

شفیق رضا

جنکپور: وزیر اعظم سوشیلا کارکی اور ہندوستانی وزیر اعظم نریندر مودی نے آج فون پر بات چیت کی۔

وزارت خارجہ وزیر اعظم کارکی کی ہندوستانی وزیر اعظم مودی کے ساتھ بات چیت کے موضوعات کے بارے میں ایک بیان جاری کرنے کی تیاری کر رہی ہے۔دوسری جانب بھارتی وزیر اعظم مودی نے کہا ہے کہ ان کی نیپال کے عبوری وزیر اعظم کارکی کے ساتھ خوشگوار بات چیت ہوئی۔

انہوں نے سوشل میڈیا فیس بک پر پوسٹ کیا، حالیہ مظاہروں میں مرنے والوں کے اہل خانہ سے تعزیت کا اظہار کیا اور امن اور استحکام کی بحالی کے لیے نیپال کی کوششوں کے لیے ہندوستان کی بھرپور حمایت کا اظہار کیا۔انہوں نے یوم دستور پر اپنی نیک خواہشات کا اظہار بھی کیا۔

کارکی کی حلف برداری کے اگلے ہی رات، ہندوستانی وزارت خارجہ نے سب سے پہلے مبارکباد اور نیک خواہشات پیش کیں۔ بعد ازاں بھارتی وزیر اعظم مودی نے منی پور میں ایک کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے نیپال کی مثال دی۔

کروڑ کی لاگت سے بنی سن رائز کانفرنس سینٹر احتجاج کے دوران تباہ

شفیق رضا
نمائندہ نیپال اردو ٹائمز

کاٹھمانڈو —— گوداوری میں واقع سن رائز ہال جو کہ سرکاری میٹنگز اور کانفرنسوں کے لیے بنایا گیا تھا، تباہ ہو چکا ہے۔Gen-G تحریک کے دوران توڑ پھوڑ میں ہال کو تباہ کر دیا گیا تھا۔ سن رائز انٹرنیشنل کانفرنس سینٹر تقریباً 81 کروڑ روپے کی لاگت سے بنایا گیا تھا۔اس وقت کے وزیر اعظم کے پی شرما اولی نے سمبت 2078 بیساکھ 11 کو افتتاح کیا تھا

یو ایم ایل کا سٹیچوٹری جنرل کنونشن اسی ہال میں 20 سے 22 گتے بھادو میں منعقد ہوا تھا۔ حکومتی ڈھانچہ ہونے کے باوجود اسے اس بہانے نشانہ بنایا گیا کہ اولی نے اس کا افتتاح کیا اور پروگرام منعقد کیا۔ سن رائز کانفرنس سینٹر روپے میں بنایا گیا

سن رائز اسمبلی ہال 'انٹرنیشنل کانفرنس سینٹر ڈویلپمنٹ کمیٹی' کے ذریعے اساڑھ 2078 سے کام کر رہا تھا۔ اسمبلی ہال کے معاوضے کے ساتھ حاصل کی گئی اراضی میں سے 100 روپانیاں، 1 آنہ اور 3 پیسے اراضی پر قبضہ کیا گیا ہے۔

لمبینی کی صوبائی اسمبلی کا چھٹا اجلاس اختتام پذیر

بٹوال- جین جی مظاہروں کے بعد ایوان نمائندگان کی تحلیل کا اثر لمبینی کی صوبائی اسمبلی پر بھی پڑا ہے۔اگرچہ مظاہروں کے دوران صوبے کے مختلف سرکاری اور نجی اداروں کو آگ لگا دی گئی اور توڑ پھوڑ کی گئی، تاہم لمبینی کی صوبائی اسمبلی اور صوبائی حکومت کے ڈھانچے کو بچا لیا گیا۔

جمعرات کو صوبائی اسمبلی کے سکریٹری دُرلبھ کمار پن ماگر کی طرف سے جاری کردہ نوٹس کے مطابق، صوبائی چیف کرشنا بہادر گھرتی ماگر نے منگل 16 بھدر کی دوپہر 12:00 بجے سے لمبینی صوبائی اسمبلی کا اجلاس ختم کر دیا ہے۔ صوبائی چیف گھرتی نے نیپال کے آئین کے آرٹیکل 183، شق (2) کے مطابق اجلاس ملتوی کر دیا ہے۔ سیکرٹری ماگر نے کہا ہے کہ نوٹس صوبائی اسمبلی کے ممبران کی معلومات کے لیے Lumbini صوبائی اسمبلی رولز BS 2079 کے رول 3 کے ذیلی قاعدہ (3) کے مطابق شائع کیا گیا ہے۔

ہمیں جنریشن زی کی سوچ کے مطابق کام کرنا ہوگا: وزیر اعظم کارکی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

نو منتخب وزیر اعظم سشیلا کارکی نے کرپشن کے خاتمے کیلئے مظاہرین کے مطالبات پر عمل کرنے کا عزم ظاہر کیا ہے۔ ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق وزیر اعظم نے عہدہ سنبھالنے کے بعد اپنے پہلے بیان میں کہا ہمیں جنریشن زی کی سوچ کے مطابق کام کرنا ہوگا۔ 73 سالہ سابق چیف جسٹس نے کہا کہ یہ گروپ جس چیز کا مطالبہ کر رہا ہے وہ کرپشن کا خاتمہ، اچھی حکمرانی اور معاشی مساوات ہے۔ آپ کو اور مجھے اسے پورا کرنے کا عزم کرنا ہو گا۔ انکا مزید کہنا تھا وہ اور انکی عبوری حکومت چھ ماہ سے زیادہ ایک دن بھی یہاں نہیں رہے گی۔ جمعے کو سابق چیف جسٹس سشیلا کارکی نے عبوری حکومت کی سربراہی سنبھالتے ہوئے ملک کی پہلی خاتون وزیرِ اعظم بننے کا اعزاز حاصل کیا، اس تقرر کو خاص بنانے والی بات یہ ہے کہ سشیلا کارکی کو منتخب کرنے کا فیصلہ جنریشن زی مظاہرین نے چیٹ ایپ ڈسکارڈ پر کیا جو جیسن سیٹرون اور سٹینسلاف وِشنوسکی نے سنہ 2015 میں گیمرز کیلئے تیار کی تھی اور اب مقبول سوشل پلیٹ فارم بن چکا ہے۔ نیپال میں جاری بدعنوانی اور روایتی سیاست سے نالاں نوجوانوں نے ڈسکارڈ پر ایک سرور بنایا جسے یوتھ اگینسٹ کرپشن کا نام دیا گیا۔ سرور میں مختلف چینلز پر اعلانات، زمینی حقائق، ہیلپ لائنز، فیکٹ چیکنگ اور خبروں کی اپڈیٹس دی جا رہی تھیں یوں یہ پلیٹ فارم جنریشن زی تحریک کا کمانڈ سینٹر بن گیا۔ جب وزیرِ اعظم کے پی شرما اولی نے استعفیٰ دیا تو نوجوانوں کے اس گروپ نے خود ایک نیا رہنما منتخب کرنے کا فیصلہ کیا۔ 10 ستمبر کو کرائے گئے آن لائن ووٹنگ میں سات ہزار 713 ووٹ کاسٹ کیے گئے جن میں سے سشیلا کارکی نے 50 فیصد سے زائد ووٹ حاصل کئے۔ اسکے بعد انہوں نے صدر رام چندر پوڈیل اور آرمی چیف جنرل اشوک راج سگدی سے ملاقات کر کے اپنے نئے عہدے کا چارج سنبھالا

جین-جی احتجاج، بیس ارب 70 کروڑ سے زیادہ بیمہ کا دعویٰ

جنک پور: جین-جی مظاہروں کے دوران ہونے والے نقصانات کے لیے 20 ارب روپے سے زیادہ کے بیمہ کے دعوے دائر کیے گئے ہیں۔ 18 انشورنس کمپنیوں کے پاس انشورنس دعوے دائر کیے گئے ہیں، جن میں احتجاج سے ہونے والے نقصانات کے دعوے بھی شامل ہیں۔ نیپال انشورنس اتھارٹی کے مطابق 20.7 بلین 38.14 ملین روپے مالیت کے 1,984 انشورنس کلیمز دائر کیے گئے ہیں۔ اور ینٹل انشورنس کے پاس سب سے زیادہ دعوے ہیں۔ دی اورینٹل نے 5 ارب 14 کروڑ 79 لاکھ 65 ہزار روپے کے دعوے دائر کیے ہیں۔ ایسے دعوؤں کی تعداد 40 ہے۔ اسی طرح سدھارتھ پریمیم انشورنس نے 258 کلیمز کے لیے 4 ارب 93 کروڑ 22 لاکھ روپے کے بیمہ وصول کیے ہیں، شیکھر انشورنس نے 366 کلیمز کے لیے 2 ارب 59 کروڑ 6 لاکھ روپے کے بیمہ کلیمز وصول کیے ہیں، اور IGI پروڈنشل انشورنس نے 24 کلیمز کے لیے 1.59 بلین روپے کے انشورنس کلیمز حاصل کیے ہیں۔ اسی طرح ساگرماتھا لمبینی انشورنس کو 1.475 بلین روپے کے 233 کلیمز موصول ہوئے ہیں، ہمالین ایورسٹ انشورنس کو 1.195 بلین روپے کے 196 کلیمز کے لیے 1.156 بلین، اور نیکو انشورنس کو 1.953 بلین روپے کے 40 کلیمز موصول ہوئے ہیں۔ دیگر 11 کمپنیوں میں سے ایک چوتھائی سے بھی کم بیمہ کے دعوے وصول کیے ہیں۔ اتھارٹی نے بتایا کہ اس مدت کے دوران، سانیما جی آئی سی انشورنس نے 78 کروڑ 93 لاکھ روپے، حکومت کی ملکیت والی نیشنل انشورنس کمپنی کو 49 کروڑ، 51 لاکھ روپے کا ابتدائی انشورنس کا دعویٰ، اور یونائیٹڈ اجود انشورنس کو 485.1 ملین روپے کا ابتدائی انشورنس کا دعوی، نیپال انشورنس کو 469.4 ملین روپے کا انشورنس کا دعوی ، اور NLG انشورنس کو 385.8 ملین روپے کا انشورنس کلیم موصول ہوا۔ پربھو اتھارٹی نے بتایا ہے کہ انشورنس میں 191.8 ملین، نیشنل میں 68.2 ملین، پروٹیکٹو میں 11.3 ملین، سٹار مائیکرو میں 6.7 ملین، نیپال مائیکرو میں 5.6 ملین، اور ٹرسٹ مائیکرو میں 4.2 ملین کے انشورنس کلیمز موصول ہوئے۔ اتھارٹی نے انشورنس کمپنیوں کو فوری طور پر انشورنس کلیمز ادا کرنے کی بھی ہدایت کی ہے

اسکولی بچوں کو کھلائی گئی البنڈازول کی گولی

پریس ریلیز
نیپال اردو ٹائمز
بہار (بھارت)

سیتامڑھی ،پریہار بلاک کے مختلف سرکاری اسکولوں میں سبھی بچوں کو کیڑے کی دوا البنڈا زول ٹیبلٹ کھلائی گئی، واضح ہو کہ یہ دوا بہار کے شعبہء صحت کی جانب سے بی آر سی کے ذریعے اسکولوں میں مفت دی جاتی ہے جسے وہاں کے اساتذہ کے ذریعے بچوں کو مفت میں دیا جاتا ہے ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ چھوٹے بچے بسکٹ کا زیادہ استعمال کرتے ہیں، جو اکثر میدے سے بنے ہوتے ہیں اور میدہ زیادہ کھانے کی وجہ سے پیٹ میں کیڑے پڑ جاتے ہیں اگر انہیں کیڑے مارنے کی دوا نہ دی جائے تو بچوں کی بھوک ختم ہو سکتی ہے اور ان کا جی مچلا سکتا ہے عام طور سے گارجین حضرات بچوں کی صحت اور اس کے دیکھ بھال میں غفلت برتتے ہیں اس لیے حکومت بہار نے یہ ترکیب نکالی ہے کہ اسکول میں دوران تدریس ہی ٹیچر کی نگرانی میں دوپہر کھانا کھانے کے بعد دوا کھلائی جاتی ہے اور ان پہ نظر رکھی جاتی ہے اگر کسی کو الٹی ہوتی ہے تو اسے گھر بھیج دیا جاتا ہے، ورنہ انہیں پھر وقت مقررہ پر چھٹی دی جاتی ہے اس سے بچوں کی صحت میں سدھار ہوتا ہے گزشتہ دنوں مڈل اسکول جھپہا اردو مڈل اسکول بی ایم سی مکتب پریہار، نوناہی پٹیا ٹولہ اندولی کے علاوہ ضلع کے سبھی اسکولوں میں دوا کھلائی گئی رپورٹ ابو افسر مصباحی نمائندہ نیپال اردو ٹائمز

ایک ساتھ 90 ڈی ایس پی کا تبادلہ

شفیق رضا
نیپال اردو ٹائمز

جنکپور : نیپال پولیس کے 90 ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس (DSPs) کا ایک ساتھ تبادلہ کر دیا گیا ہے۔ پولیس ہیڈ کوارٹر کی طرف سے کہا گیا کہ ڈی ایس پی کا تبادلہ انسپکٹر جنرل آف پولیس چندر کبیر کھپونگ کے 13 گتے بھادو کو کیے گئے فیصلے کے مطابق کیا گیا ہے۔

ٹرانسفر لسٹ میں سب سے اوپر ڈی اے سی انیل ٹھاکوری ہیں، جو ایریا پولیس آفس، ڈانگ میں کام کر رہے ہیں۔ انہیں کاٹھمانڈو ویلی پولیس آفس کی شکایات کی تحقیقات اور انسانی حقوق کی شاخ میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ گورکھا کے ڈی ایس پی اندرا پرساد سبیدی کو کھٹمنڈو ویلی پولیس کنٹرول روم، رانی پوکھری میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ ڈسٹرکٹ پولیس کمپلیکس، بھکتاپور کے ڈی ایس پی دھونڈی راج نیوپانے کو تریبھون انٹرنیشنل ایئرپورٹ سیکورٹی آفس میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ نارائن ڈانگی دربار مرگ کے پولیس سرکل میں شامل ہونے والے ہیں۔ وہ کرنالی پراونشل پولیس آفس، بیریندر نگر، سرکھیت کی انویسٹی گیشن پلاننگ برانچ میں کام کر رہا تھا۔ کاٹھمانڈو کے دیگر مختلف حلقوں میں بھی انچارج تبدیل ہو گئے ہیں

غزہ شہر کا محاصرہ اور آبادی کا انخلا چھ اکتوبر تک مکمل ہو جائے گا: اسرائیلی میڈیا

تل ابیب :(ایجنسیاں) اسرائیلی انٹیلی جنس عہدے دار کے مطابق غزہ شہر میں تقریباً 7500 مسلح افراد موجود ہیں۔
اس سے قبل فلسطینی ذرائع نے اطلاع دی تھی کہ اسرائیلی فوج نے غزہ شہر کی تمام تر مواصلاتی سہولیات منقطع کر دی ہیں۔
العربیہ کے نمائندے نے بتایا کہ اسرائیلی فوجی گاڑیاں شمال مغربی غزہ شہر کی طرف بڑھ رہی ہیں، اور فوج شمالی غزہ میں بارودی مواد سے لیس روبوٹ دھماکے سے اڑا رہی ہے۔
ادھر طبّی ذرائع کے مطابق اسرائیلی فضائی حملوں میں گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران 99 فلسطینی جاں بحق ہوئے، جن میں سے 77 شمالی غزہ میں ہلاک ہوئے۔ یہ بات فلسطینی خبر رساں ایجنسی (وفا) نے بتائی۔
ذرائع کے مطابق اسرائیلی بم باری نے غزہ کے مختلف علاقوں کو نشانہ بنایا، جن میں بے گھر افراد کے خیمے، مکانات، رہائشی ٹاور، شہریوں کے اجتماع اور امداد کے منتظر لوگ شامل ہیں۔
یہ پیش رفت ایسے وقت میں ہوئی ہے جب اسرائیلی وزیر دفاع یسرائیل کاتز نے حماس کو دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ اگر اس نے اسرائیل کی شرائط نہ مانیں تو غزہ میں مزید بڑی جارحیت عمل میں آئے گی۔ کاتز نے بدھ کو جاری بیان میں کہا "اگر حماس یرغمالیوں کو رہا نہ کرے اور اپنے ہتھیار نہ ڈالے تو غزہ تباہ ہو جائے گا اور حماس کے اُن عناصر کی یادگار بن جائے گا جو آبرو ریزی اور قتل کے مرتکب ہیں"۔
واضح رہے کہ اسرائیلی فوج نے اپنی زمینی کارروائیاں وسیع کرنی شروع کر دی ہیں جب کہ عالمی سطح پر غزہ میں ایک آنے والی انسانی تباہی کے بارے میں خبر دار کیا جا رہا ہے۔
اسرائیلی فوج نے گزشتہ ہفتوں میں غزہ شہر کے باشندوں کو بارہا خبر دار کیا ہے کہ وہ شہر چھوڑ کر جنوبی علاقے میں قائم کیے جانے والے "انسانی علاقوں" میں چلے جائیں کیونکہ فوج شہر پر قبضے کے لیے کارروائی کی تیاری کر رہی ہے۔
دوسری جانب حماس نے کہا ہے کہ اسرائیل کی جانب سے غزہ شہر میں کارروائیوں کا دائرہ وسیع کرنا "نسل کشی اور منظم نسلی تطہیر کی جنگ کا ایک نیا باب ہے۔"
اسرائیل کی جانب سے مسلسل بم باری نے غزہ شہر کے بیشتر حصوں کو کھنڈر بنا دیا ہے جب کہ غزہ پر اسرائیلی فوجی مہم کے نتیجے میں اب تک کم از کم 64,964 افراد جاں بحق ہو چکے ہیں جن میں زیادہ تر عام شہری ہیں۔ یہ اعداد و شمار حماس کے زیر انتظام وزارت صحت نے جاری کیے ہیں اور اقوامِ متحدہ ان کو معتبر قرار دیتی ہے۔

عرب اسلامی سربراہ اجلاس: جارحیت کیلئے اسرائیل کو جواب دہ ٹھہرانے کا مطالبہ

دوحہ: (ایجنسیاں) قطر کے دارالحکومت میں ہونے والے ہنگامی عرب اسلامی سربراہ اجلاس میں مسلم ممالک کے سربراہان نے کہا ہے کہ اسرائیل نے اقوام متحدہ کے چارٹر اور عالمی قوانین کی سنگین خلاف ورزیاں کی ہیں اور اسے جوابدہ ٹھہرانا ناگزیر ہے۔
رہنماؤں نے اس بات پر زور دیا کہ مشرق وسطیٰ میں پائیدار امن صرف مسئلہ فلسطین کے منصفانہ حل سے ممکن ہے، جبکہ صہیونی جارحیت روکنے کیلئے عملی اقدامات کی ضرورت ہے۔
امیر قطر شیخ تمیم بن حمد الثانی
امیر قطر نے اجلاس کے شرکاء کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ اسرائیل نے حماس کے مذاکرات کاروں کو نشانہ بنا کر قطر کی خودمختاری اور علاقائی سالمیت کی خلاف ورزی کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسرائیل فلسطینیوں کی نسل کشی کر رہا ہے اور اس کے پرامن رہائی کے تمام دعوے جھوٹے ہیں۔ "گریٹر اسرائیل کا ایجنڈا عالمی امن کیلئے خطرہ ہے"، انہوں نے کہا۔
سیکریٹری جنرل عرب لیگ احمد ابوالغیط
ابوالغیط نے کہا کہ اسرائیل کی دہشت گردی اور جارحیت نے خطے کی صورتحال کو مزید سنگین کر دیا ہے۔ فلسطینیوں کی نسل کشی کے خلاف آواز بلند کرنا سب کی ذمہ داری ہے، اور عالمی برادری کو اسرائیل کو جنگی جرائم پر جوابدہ بنانا ہوگا۔

عراق کے وزیراعظم محمد شیاع السودانی
عراقی وزیراعظم نے کہا کہ اسرائیلی جارحیت نے خطے کے مسائل کو مزید گمبھیر کر دیا ہے۔ عالمی برادری کی خاموشی معنی خیز ہے اور اسے دوہرا معیار ترک کرنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ غزہ میں بھوک، تباہ حال انفراسٹرکچر اور اسرائیلی مظالم نے زندگی اجیرن بنا دی ہے۔
مصر کے صدر عبدالفتاح السیسی
مصری صدر نے کہا کہ اسرائیل نے تمام ریڈ لائنز پار کر لی ہیں اور عالمی قوانین کی خلاف ورزی پر اسے جوابدہ ہونا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ فلسطین میں انسانیت سسک رہی ہے، اور اسرائیل کو انسانیت کے خلاف جرائم پر کوئی استثنیٰ نہیں دیا جا سکتا۔
فلسطین کے صدر محمود عباس صدر محمود عباس نے کہا کہ اسرائیل کے جنگی جرائم تمام حدیں پار کر چکے ہیں۔ صہیونی جارحیت روکنے کیلئے عملی اقدامات کی ضرورت ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ فلسطینیوں کی نسل کشی کو فوری روکا جائے اور ہنگامی امداد فراہم کی جائے۔ ان کا کہنا تھا کہ 1967ء کی سرحدوں کے مطابق فلسطینی ریاست کا قیام ہی امن کا واحد راستہ ہے۔ ترکی کے صدر رجب طیب اردوان ترک صدر نے قطر کے ساتھ مکمل یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اسرائیل کے توسیع پسندانہ عزائم خطے اور عالمی امن کیلئے خطرہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ غزہ میں نہتے فلسطینیوں کی نسل کشی جاری ہے اور اگر اسرائیل کی ہٹ دھرمی نہ روکی گئی تو دنیا بھر کا امن تباہ ہو جائے گا۔ اردوان نے کہا کہ اسرائیل سمجھتا ہے کہ اس سے کوئی نہیں پوچھے گا، لیکن صہیونی حکومت کو کھلی جارحیت پر رعایت نہیں دی جاسکتی

سعودیہ اور پاکستان ہمیشہ جارح کے مقابل ایک ہی صف میں کھڑے رہیں گے: سعودی وزیر دفاع

ریاض: (ایجنسیاں) سعودی عرب کے وزیرِ دفاع خالد بن سلمان نے کہا ہے کہ سعودیہ اور پاکستان ہمیشہ اور ہر حال میں جارح کے مقابل ایک ہی صف میں کھڑے رہیں گے۔

میڈیا رپورٹوں کے مطابق سعودی وزیرِ دفاع خالد بن سلمان نے مائیکرو بلاگنگ ویب سائٹ ایکس پر پاکستان اور سعودی عرب کے مضبوط دوستانہ روابط سے متعلق بیان جاری کیا ہے۔ انہوں نے اپنے ایکس اکاؤنٹ پر وزیرِاعظم شباز شریف اور سعودی ولی عہد، شاہ بن سلمان کی دو تصاویر شیئر کی ہیں۔ ان کا اس پوسٹ کے پر لکھنا ہے کہ سعودیہ اور پاکستان ہمیشہ اور ہر حال میں ایک ہی صف میں کھڑے رہیں گے۔ یاد رہے کہ سعودی عرب اور پاکستان کے درمیان ریاض میں جامع دفاعی معاہدہ طے پا گیا ہے

لیبیا۔ پناہ گزینوں کی کشتی الٹ گئی، 60 ہلاک

طرابلس: (ایجنسیاں)[لیبیا مشرقی لیبیا کے شہر طبرق کے قریب 13 ستمبر کو 74 پناہ گزینوں کو لے جانے والی کشتی الٹنے کے بعد صرف 13 افراد زندہ بچ سکے جبکہ درجنوں لاپتہ ہیں، جن کے سمندر میں ڈوب جانے کا خدشہ ہے۔ یہ بات اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر برائے مہاجرین (UNHCR) نے بتائی۔ یہ واقعہ چند ہی دنوں میں پیش آنے والا دوسرا بڑا بحری سانحہ ہے۔
بدھ کے روز ایکس (X) پر جاری بیان میں لیبیا میں UNHCR کے دفتر نے اس سانحے پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا۔
بیان میں کہا گیا کہ "UNHCR کو 13 ستمبر کو طبرق کے قریب پیش آنے والے ایک اور المناک بحری حادثے پر گہرا افسوس ہے، جہاں 74 افراد، جن میں زیادہ تر سوڈانی پناہ گزین تھے، کشتی الٹنے سے حادثے کا شکار ہوئے۔ صرف 13 افراد زندہ بچے اور درجنوں لاپتہ ہیں۔ ہم جاں بحق ہونے والوں کے اہل خانہ اور عزیزوں سے دلی تعزیت کرتے ہیں۔"
اس سے ایک روز قبل، منگل کو انٹرنیشنل آرگنائزیشن فار مائیگریشن (IOM) نے بتایا تھا کہ 14 ستمبر کو طبرق کے قریب لیبیا کے ساحل پر 75 سوڈانی پناہ گزینوں کو لے جانے والی ایک کشتی میں

آگ لگنے سے کم از کم 50 افراد ہلاک ہو گئے۔
IOM کے ترجمان نے ایکس پر جاری بیان میں گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے عالمی برادری سے فوری اقدامات کی اپیل کی تاکہ ایسے سانحات کو روکا جا سکے۔
بیان میں کہا گیا کہ IOM کو گہرا دکھ ہے کہ 14 ستمبر کو لیبیا کے ساحل پر 75 سوڈانی پناہ گزینوں کی کشتی میں آگ لگنے سے کم از کم 50 جانیں ضائع ہو گئیں۔ IOM نے 24 زندہ بچ جانے والوں کو فوری طبّی امداد فراہم کی۔ ایسے سانحات کو ختم کرنے کے لیے فوری عالمی کارروائی کی ضرورت ہے۔
یاد رہے کہ سوڈان میں قومی فوج اور نیم فوجی گروہوں کے درمیان جاری جنگ کے باعث گزشتہ دو برسوں میں 1 لاکھ 40 ہزار سے زائد سوڈانی شہری لیبیا ہجرت کر چکے ہیں، جس سے ملک میں پناہ لینے والے سوڈانیوں کی تعداد تقریباً دوگنی ہو گئی ہے۔
یہ بحران ایسے وقت میں شدت اختیار کر رہا ہے جب افریقہ سے یورپ جانے کی خطرناک سمندری راہ پر مہاجرین کے متعدد المناک حادثات پیش آ چکے ہیں۔ الجزیرہ کے مطابق اگست میں کم از کم 27 افراد اس وقت ہلاک ہوئے جب اٹلی کے لامپیدوسا جزیرے کے قریب دو کشتیاں ڈوب گئیں۔ دو ماہ قبل لیبیا کے ساحل پر علیحدہ حادثات میں تقریباً 60 افراد ڈوب کر ہلاک ہوئے تھے۔
IOM کے اعداد و شمار کے مطابق یکم جنوری سے 13 ستمبر تک وسطی بحیرہ روم کی ہجرتی راہ پر کم از کم 456 افراد ہلاک جبکہ مزید 420 لاپتہ ہوئے۔
لیبیا میں اس وقت تقریباً 8 لاکھ 67 ہزار 55 مہاجرین مقیم ہیں اور معمر قذافی کی حکومت کے 2011 میں خاتمے کے بعد سے یہ ملک یورپ جانے والے تارکینِ وطن کے لیے ایک اہم گزرگاہ بن چکا ہے۔ تاہم ملک میں سیاسی عدم استحکام، متحارب حکومتیں اور مسلح ملیشیاؤں کے درمیان جھڑپیں معمول بن چکی ہیں۔ متعدد انسانی حقوق کی تنظیموں اور اقوام متحدہ کی ایجنسیوں نے لیبیا میں پناہ گزینوں اور مہاجرین پر ہونے والے بدترین مظالم، بشمول اذیت، جنسی تشدد اور جبری وصولیوں کی رپورٹس بھی جاری کی ہیں۔

بلوچستان کے علاقے ڈیرہ بگٹی میں دھماکے، 3 شہری جاں بحق، 4 زخمی

اسلام آباد: (ایجنسیاں)۔ پاکستان کے صوبہ بلوچستان کے ضلع ڈیرہ بگٹی کے علاقے سوئی میں بدھ کو بارودی سرنگ کے دو مختلف دھماکوں میں کم از کم تین شہری ہلاک اور چار شدید زخمی ہو گئے۔ سیکورٹی فورسز نے ضلع خضدار میں بھی ایک تصادم میں پانچ دہشت گردوں کو ہلاک کر دیا۔ ایکسپریس ٹریبیون اخبار کے مطابق پہلا دھماکہ صبح سات بجے کے قریب ساگھری گاوں میں ہوا۔ گھر سے نکلتے ہی ایک خاتون، اس کی آٹھ سالہ بیٹی اور غلام نبی موقع پر ہی دم توڑ گئے۔ عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ دھماکا اتنا زوردار تھا کہ ہلاک ہونے والوں کی لاشیں ناقابل شناخت تھیں۔ دوسرا دھماکہ سرحدی علاقے یارو میں ہوا جس میں دو مرد، ایک خاتون اور اس کا 10 سالہ بیٹا زخمی ہو گئے۔ لیوی کے جوانوں نے موقع پر پہنچ کر زخمیوں کو ڈیرہ بگٹی سول اسپتال پہنچایا۔ ڈاکٹروں نے زخمیوں میں سے دو کی حالت تشویشناک بتائی ہے۔
لیوی اور فرنٹیئر کور کے جوانوں نے دھماکے کی جگہ کو گھیرے میں لے کر سرچ آپریشن شروع کر دیا۔ حکام نے تصدیق کی کہ دھماکہ خیز مواد کی نوعیت کا جائزہ لینے کے لیے ماہرین کی ایک ٹیم کو بلایا گیا ہے۔ حکام نے واقعے کی جانچ کا اعلان کیا ہے۔ ابھی تک کسی گروپ نے ان دھماکوں کی ذمہ داری قبول نہیں کی ہے۔
ڈان اخبار کی ایک رپورٹ کے مطابق بدھ کو فوج کے میڈیا ونگ، انٹر سروسز پبلک ریلیشنز (آئی ایس پی آر) نے کہا، اس ہفتے کے شروع میں بلوچستان کے خضدار ضلع میں سیکورٹی فورسز نے انٹیلی جنس پر مبنی آپریشن میں پانچ دہشت گردوں کو ہلاک کر دیا۔ آئی ایس پی آر نے کہا کہ سیکورٹی فورسز نے 15/14 ستمبر کی رات کو دہشت گردوں کی موجودگی کی خفیہ اطلاع پر کارروائی کی۔ دہشت گردوں کے قبضے سے اسلحہ، گولہ بارود اور دھماکہ خیز مواد بھی برآمد ہوا ہے۔ یہ آپریشن پیر کو بلوچستان کے ضلع کیچ میں ایک دھماکے میں ایک کیپٹن سمیت پانچ سیکورٹی اہلکاروں کی ہلاکت کے بعد شروع کیا گیا تھا.

پنسلوانیا میں فائرنگ سے تین پولیس اہلکار ہلاک۔

واشنگٹن: (ایجنسیاں) امریکہ کے جنوبی پنسلوانیا میں بدھ کو فائرنگ کے نتیجے میں تین پولیس اہلکار ہلاک اور دو دیگر شدید زخمی ہو گئے۔
میڈیا رپورٹس کے مطابق یہ واقعہ نارتھ کوڈورس ٹاؤن شپ میں ہار روڈ کے علاقے میں پیش آیا جو فلاڈیلفیا سے 100 میل مغرب میں دیہی کمیونٹی کا علاقہ ہے۔ دریں اثناء پنسلوانیا اسٹیٹ پولیس کمشنر کرسٹوفر پیرس نے ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ افسران ایک گھریلو واقعہ کی تحقیقات کے لیے جائے وقوعہ پر گئے تھے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ فائرنگ میں ملوث شخص پولیس کی جوابی کارروائی میں مارا گیا۔ تاہم حکام کا کہنا ہے کہ مشتبہ شخص کی تاحال شناخت نہیں ہو سکی ہے۔ انہوں نے فائرنگ میں ہلاک ہونے والے پولیس اہلکاروں کے بارے میں کوئی تفصیلات بتانے سے گریز کیا۔ ادھر فائرنگ کی اطلاع ملنے کے بعد پنسلوانیا کے گورنر جوش شاپیرو نے جائے وقوعہ کا دورہ کیا اور صورتحال کا جائزہ لیا۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ بیچ 2026 پلیس منٹس کا شاندار آغاز

نئی دہلی: یونیورسٹی پلیسمنٹ سیل، جامعہ ملیہ اسلامیہ ک و جامعہ بیچ دوہزار چھبیس کے لیے تقرریوں کے آغاز کا اعلان کرتے ہوئے فخر محسوس ہو رہا ہے جس میں طلبہ کو باوقار ملٹی نیشنل کمپنیوں میں ملازمتیں مل رہی ہیں۔ اس کی شروعات اس طرح ہوئی کہ بی۔ ٹیک کمپوٹر انجینئرنگ کے ایک طالب علم کو آپٹم کی جانب سے سافٹ ویئر ڈولپمنٹ انجینئر کے رول کے لیے اٹھارہ لاکھ روپے سالانہ کا شاندار پری پلیسمنٹ آفر (پی پی او) ملا ہے۔ حصولیابیوں میں مزید اضافے کی صورت میں بی۔ ٹیک کمپوٹر انجینئرنگ کے ہی چار طلبہ کو آئی ڈی ایف سی فرسٹ بینک نے اپلی کیشن انجینئر کے طور پر سالانہ سولہ لاکھ روپے کے پیکیج پر

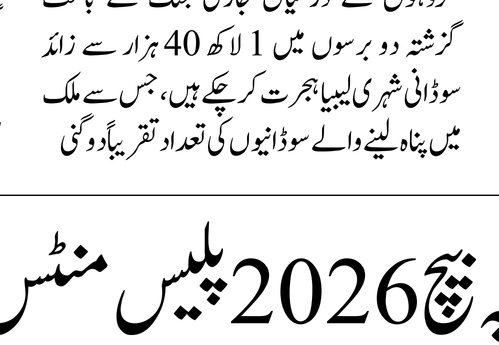

منتخب کیا ہے۔ بی۔ ٹیک گریجویٹس کو گریجویٹ انجینئر ٹرینی (جی ای ٹی) کے رول کے لیے چھ لاکھ سالانہ کا پیکیج ملا ہے جب کہ ایم۔ ٹیک گریجویٹ کو پوسٹ گریجویٹ انجینئر ٹرینی (پی جی ای ٹی) کے رول کے لیے نو لاکھ کے سالانہ پیکیج پر منتخب کیا گیا ہے۔ یہ شاندار اور اہم حصولیابیاں طلبہ کی سخت کاوشوں، فیکلٹی اراکین کی مخلصانہ و مشفقانہ نگرانی اور یونیورسٹی پلیسمنٹ سیل کی صنعت اور علمی اکائی کے درمیان مستحکم اور توانا تعلقات کی تعمیر کے لیے کی جانے والی مساعی کا ثبوت ہیں۔
قابل ذکر ہے کہ ممتاز کمپنیوں میں شاندار تنخواہوں پر طلبہ کی تقرریاں عزت مآب شیخ الجامعہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ پروفیسر مظہر آصف اور پروفیسر محمد مہتاب عالم رضوی، مسجل، جامعہ ملیہ اسلامیہ کی اہل قیادت کی سرپرستی میں ہوئی ہیں۔ پروفیسر راحیلہ فاروقی، اعزازی ڈائریکٹر، پروفیسر صباح خان اعزازی، ڈپٹی ڈائریکٹر اور پروفیسر ریحان خان سوری پروفیسر (ٹی پی او) اینڈ ڈائریکٹر سی آئی ای نے طلبہ کی نمایاں حصولیابیوں پر انہیں مبارکباد دی ہے

لیبیا میں پناہ گزینوں کی کشتی میں خوفناک آتشزدگی، 50 افراد ہلاک

طرابلس،: (یو این آئی) لیبیا کے ساحل کے قریب سوڈانی پناہ گزینوں کو لے جانے والی ایک کشتی میں آگ لگنے سے کم از کم 50 افراد ہلاک ہو گئے۔ مذکورہ کشتی میں مجموعی طور پر 75 افراد سوار تھے۔ ڈوبنے والوں میں سے 24 افراد کو فوری کارروائی کرتے ہوئے بچا لیا گیا۔ یہ حادثہ اس خطرناک راستے پر پیش آیا ہے جسے افریقی ممالک سے تارکین وطن یورپ پہنچنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ ہلاک اور زخمی ہونے والوں میں خواتین اور بچے بھی شامل ہیں، اقوام متحدہ کے ادارہ برائے مہاجرین نے واقعے کی تصدیق کرتے ہوئے بتایا کہ زخمیوں کو طبّی امداد دی جا رہی ہے۔

امریکہ میں فوجی ہیلی کاپٹر لاپتہ، گر کر تباہ ہونے کا خدشہ

واشنگٹن: (ایجنسیاں)۔ واشنگٹن میں جوائنٹ بیس لیوس میک کورڈ کے قریب ایک فوجی ہیلی کاپٹر کے لاپتہ ہونے کے بعد گر کر تباہ ہونے کا خدشہ ہے۔ بدھ کی رات دیر گئے ہیلی کاپٹر کی تلاش شروع ہوئی۔ سی بی ایس نیوز اور اے بی سی نیوز چینلز نے ابتدائی رپورٹس میں تھرسٹن کاؤنٹی شیرف کے دفتر کا حوالہ دیتے ہوئے کہا، سمٹ لیک کے علاقے میں ایک ہیلی کاپٹر کے حادثے کی اطلاع ملنے کے بعد افسران کو روانہ کیا گیا اور ممکنہ طور پر جائے وقوعہ کا پتہ لگا لیا گیا ہے۔
دفتر نے کہا، ہمیں اطلاع ملی ہے کہ علاقے میں ایک فوجی ہیلی کاپٹر سے رابطہ منقطع ہو گیا ہے اور ہم مدد کے لیے ضروری وسائل کی تعیناتی کے لیے جے بی ایل ایم کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں۔ ہیلی کاپٹر میں سوار افراد کی تعداد اور ان کی حالت معلوم نہیں ہے

ادارتی صفحہ

اداریہ

نیپال کے نوجوانوں نے حیرت انگیز تاریخ رقم کردی

ایڈیٹر کے قلم سے--

دنیا کی سیاست میں پچھلے چند سالوں میں جو بڑے انقلابی اور غیر متوقع واقعات رونما ہوئے ہیں ان میں جنوبی ایشیا کے ممالک خاص طور پر نمایاں ہیں، کسی نے سوچا بھی نہیں تھا کہ بنگلہ دیش کی تاریخ لکھنے والے مجیب الرحمن کی بیٹی جو تقریباً چودہ سالوں سے وزیر اعظم کی کرسی پر بیٹھ کر حکومت کی باگ ڈور سنبھالتی رہی اچانک سے ان کو بنگلہ دیش میں رہنا مشکل ہو جائے گا، انہیں کے کارندے انہیں ملک بدر کردیں گے، سری لنکا کی سرزمین پر رونما ہونے والے واقعات نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا، اور اب نیپال کی سرزمین پر نوجوانوں کے سخت ترین مظاہرے نے انقلاب پیدا کر کے تاریخ رقم کردی،

نیپال کی اس تازہ تبدیلی کو سمجھنے کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ یہاں کی سیاست ہمیشہ خارجی دباؤ اور داخلی کمزوریوں کے درمیان پھنسی رہی ہے۔ معیشت کمزور ہے، روزگار کے مواقع محدود ہیں، کرپشن عام ہے اور سیاسی جماعتیں آپسی اختلافات میں الجھی رہتی ہیں۔ ایسے میں جب عوام کو لگا کہ حکومت ان کے مسائل حل کرنے میں ناکام ہو چکی ہے، تو انہوں نے سڑکوں پر نکل کر اقتدار کو ہلا ڈالا۔ نیپال میں یہ تبدیلی محض ایک سیاسی بحران نہیں بلکہ ایک سماجی بیداری کا اظہار ہے، جہاں نوجوان طبقہ پرانی نسل کے سیاستدانوں کے خلاف آواز اٹھا رہا ہے۔

بنگلہ دیش میں ہوئے عوامی مظاہروں نے پورے خطے کو ہلا کر رکھ دیا تھا کیوں کہ ایک ایسی حکومت جسے دنیا میں مستحکم مانا جاتا تھا، اچانک عوامی دباؤ کے سامنے کمزور ہو گئی، بنگلہ دیش میں رونما واقعات کے بعد پورے جنوبی ایشیا میں یہ بات گردش کرنے لگی کی اب کسی بھی ملک کی عوام جب چاہے حکومت کو کمزور کر سکتی ہے، جیسا کہ ہمارے ملک نیپال میں زین جی مظاہروں کے ذریعے سامنے آیا نیپال کی سیاست میں 2008۔ کے بعد سے وزیر اعظم کی کرسی تین سیاسی لیڈران کے درمیان گھومتی رہی، سابق وزیر اعظم کے پی شرما اولی، پشپ کمل دہل، شیر بہادر دیوبا، ان کی اپنی حکومتیں کبھی بھی کسی بھی وقت اتحاد کر لیتی تھیں، کبھی ماؤنوازوں کے سرکار تو کبھی کانگریس کمیونسٹ پارٹی کی حکومت تو کبھی ماؤنوازوں کا اتحاد کانگریس کے ساتھ اس طرح سے پورا ملک کرپشن اور بے روزگاری سے پریشان مجبور ہو کر اپنے آپ کو ان کے حوالے کر بیٹھا تھا، لیکن زین جی (یعنی نئی جنریشن) نے اپنے احتجاج سے یہ بتایا کہ ہمیں ایسی حکومت قبول نہیں جہاں اپنے ہی ملک کے شہریوں کو نظر انداز کیا جاتا رہے، پورا ملک مہنگائی سے پریشان ہے، غریب اپنی گاڑھی کمائی سے ٹیکس تو ادا کر رہا ہے لیکن اس سے اس کا حق نہیں مل رہا ہے، آج تقریباً ملک کے سترہ لاکھ نوجوان بیرون ملک مختصر سی اجرت پر کام کرنے پر مجبور ہیں، یہی وہ وجوہات تھیں جس کی بنیاد پر ملک کے نوجوانوں نے حکومت وقت کے ساتھ ساتھ ملک کی تمام موجودہ سیاسی پارٹیوں سے اعلان جنگ کر دیا، اپنا خون بہا کر ملک کی موجودہ صورت حال سے نجات کی راہ نکالی۔

جیسا کہ آپ نے دیکھا کہ گذشتہ 8 ستمبر کو کٹھمنڈو سے شروع ہوئے مظاہروں نے دیکھتے ہی دیکھتے پورے ملک کو اپنی گرفت میں لے لیا اور صرف ڈیڑھ دن کے اندر حکومت گرا کر ایک نئی تاریخ رقم کردی، حتی کہ وزیر اعظم کے پی شرما اولی کو 24 گھنٹے کے اندر ہی استعفی دینا پڑا، حکومت کے وزرا کو ذلیل ورسواء کیا گیا۔ نوجوانوں کے اجتماعی اتحاد کی ایک اہم وجہ یہ بھی رہی کہ وہ حالات سے مجبور ہو چکے تھے، ایک طرف جہاں غریب مزدور اپنی گاڑھی کمائی سے بڑی مشکل سے دو وقت کی روٹی جٹا پا رہا تھا وہیں دوسری جانب سیاسی لیڈروں کے بچوں کی زندگی عیاشی اور لگزری طور پر گزر رہی تھی، حالات یہاں تک ٹھیک تھے، اسی درمیان جب حکومت نے سوشل میڈیا پر پابندی لگائی تو یہ آگ مزید شعلہ بن کر بھڑک اٹھی اور حالات قابو میں نہ رہے درجنوں نے اپنی جان قربان کردی، سینکڑوں زخمی ہوئے، لیکن ہمت نہیں ہاری اور اس جنریشن نے کرپشن کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا عزم مصمم کیا اور پھر کیا تھا حالات نے کروٹ بدلا اور دو دن کے مظاہرے نے دنیا کو پیغام دے دیا کہ ظلم کے آگے جھکنے والی قوم ہم نہیں ہیں بلکہ اپنے حق کو لینا ہے تو جانیں قربان کر کے لیں گے۔

البتہ اس مظاہرے سے زین جی کے نام پر بڑی بدمعاشی ہوئی ہماری تاریخ کو مٹانے کی کوشش کی گئی شاپنگ مال حکومتی دفاتر پولیس اسٹیشن وغیرہ میں آگ لگا دی گئی جس سے ہزاروں کروڑ کا نقصان ہوا۔

اس درمیان ملک میں نئی عبوری حکومت کا انتخاب عمل میں آیا اور سوشیلا کارکی سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ نے یہ عہدہ سنبھالا لیکن ان کے لیے بڑا چیلنج ہوگا اس وقت ملک کو سنبھالنا، اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ کیا وہ نئی جنریشن کے خوابوں پر کھرا اتر سکتی ہیں؟۔

نیپال کی حالیہ انقلاب کا پس منظر

از قلم: ادیب شہیر ماہر تقابل ادیان حضرت علامہ نور محمد خالد مصباحی ازہری مرکزی خازن علما فاؤنڈیشن نیپال

خصوصی پیش کش
علما فاؤنڈیشن نیپال

قرآن مقدس کے مطالعہ سے ہمیں یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ پاک نے بنی نوع انسان کو مختلف قوموں اور قبیلوں میں پیدا کیا اور اس تخلیق کی علت بھی لتعارفوا سے بیان فرمادیا، چنانچہ ارشاد باری ہے: "یاایھاالناس انا خلقنکم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوباوقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم" ترجمہ (اے بنی نوع انسان ہم نے تمہیں آدم وحواء سے پیدا فرمایا اور ہم نے تمہیں مختلف قوموں اور قبیلوں کی شکل میں بنایا گیا، تاکہ تم بطور حسب و نسب ایک دوسرے کو پہچانو، اللہ کے نزدیک معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے۔)

یعنی کسی خاص قبیلہ میں پیدا ہونا وجہ فخر نہیں، بلکہ پرہیزگار ہونا وجہ فخر ہے، جیسے یہودی فخریہ کہا کرتے ہیں "نحن أبناء اللہ" ہم اللہ کے بیٹے ہیں، کیونکہ بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے، اور برہمن بھی فخریہ کہا کرتے ہیں کہ ہم برہما کے منہ سے پیدا کئے گئے ہیں۔ قرآن مجید ایسی باطل نظریات کی تردید کرتا ہے۔

نیپال میں بھی مختلف شعوب وقبایل کے لوگ بستے ھیں، مثلا برھمن ایک شعبہ ہے اور اس کے متعدد قبائل ہیں، جیسے کوئرالہ، دحال، اریال، شرما، پانڈے، اپدھیائے، بھنداری، گھیمیرے وغیرہ۔ اسی طرح راجپوت ایک شعبہ ہے، اس کے متعدد قبائل ہیں، مثلا کارکی، تھاپا، کھنال وغیرہ۔ اسی طرح لفظ مسلمان نیپال کی اصطلاح میں ایک سمادائے (سماج) کو کہا جاتا ہے، جس میں مختلف برادریاں آتیں ہیں۔ مثلا: خان، پٹھان، انصاری، تیلی، منصوری، دھوبی، درزی، صدیقی، منیہار وغیرہ۔ یہی حال گرنگ، مدھیسی، تھارو وغیرہ کا ہے۔

نیپال میں ہزاروں ذات تہذیب وثقافت ہیں۔

بنی نوع انسان کو مختلف قبائل میں خالق کائنات کے پیدا کرنے کا مقصد اپسی تعارف وتعاون ہے، نہ کہ باہمی رقابت وچپقلش، مگر معاملہ برعکس ہو گیا، برہمنون اور راجپوتوں نے اپنے علاوہ دوسرے شعوب و قبائل کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم کرنا شروع کر دیا اور عصبیت کے شکار ھوگئے۔

آئیے اب ہم تھوڑا نیپال کی تاریخ پر نظر دوڑا لیتے ہیں، جب ہم لفظ "نیپال" بولتے ہیں تو فورا ہمارا ذہن اس ملک کی طرف چلا جاتا ہے جو چین وہند کے درمیان واقع ہے، جو شمالا وجنوبا 193 کلو میٹر چوڑا و شرقا وغربا, 885 کیلو میٹر لمبا ہے۔

جغرافیائی اعتبار سے نیپال تین حصوں میں بٹا ہوا ہے: ہمالی، پہاڑی، ترائی۔

لیکن موجودہ نیپال 240 برس پہلے ایسا نہیں تھا جیسا کہ آج ہم دیکھ رہے ہیں، بلکہ اُس وقت نیپال مختلف چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹا ہوا تھا۔ گورکھا کے راجہ پرتھوی نارائن شاہ نے اپنے دور حکومت 1768 میں ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں پر قبضہ کر کے ایک عظیم الشان نیپال کی بنیاد رکھی، اور اس طرح نیپال مختلف مذاہب و ثقافت کے لوگوں کا مشترکہ ملک بن گیا۔

موجودہ نیپال میں برہمنوں کی آبادی 13 فیصد جنھیں نیپالی میں باہن اور راجپوتوں کی آبادی 17 فیصد، جنھیں نیپالی میں چھتری بھی کہا جاتا ہے، ان دونوں قبیلوں کو نیپال میں آریہ کھس بھی کہا جاتا ہے۔ بقیہ 70 فیصد آبادی میں مختلف شعوب وقبایل کے لوگ آتے ہیں، مثلا تھارو۔ مدھیشی۔ گرنگ۔ تمانگ۔ مسلمان۔ وغیرہ۔

اب اس تمہید کے بعد جین جی انقلاب کا پس منظر کیا ہے اس پر روشنی ڈالتا ہوں۔

در حقیقت اس کے پس پردہ وہ غیر منصفانہ سیاسی۔ معاشی۔ سماجی عوامل کارفرما ہیں جو صدیوں سے برہمنوں اور راجپوتوں نے ان قبائل کے ساتھ انجام دیا ہے، نیپال کے دور ملوکیت میں زمام حکومت انہیں راجپوتوں اور برہمنون کے ہاتھوں میں تھی راجپوت اور برہمن ہی نیپال کے سیاہ و سفید کے مالک تھے زمینیں اور جائیدادیں ان کے زیر تسلط تھیں۔

وہ۔ (Nepotism.یا Nepokids) موروثیت میں مبتلا تھے۔ یہ۔ ایک۔ جدید اصطلاح ہے جس کا مطلب ہوتا ہے شعبہ سیاسیات. مذھبیات تفریحی.

مقامات ہالی وود بالی وود میں باپ کے بعد بیٹا۔ بیتی بھتیجا بھتیجی۔ بھانجہ بھانجی یا کسی اور قریبی رشتہ دار کو اپنا ولی عہد یا جانشین مقرر کر دینا چاہے وہ اس کا مستحق ہو یا نہ ہو۔

پڑوسی ملک بھارت میں گاندھی خاندان، بہار میں لالو یادو خاندان، یوپی میں ملائم سنگھ خاندان، مہاراشٹر میں ٹھاکرے خاندان، کشمیر میں عمر عبداللہ خاندان، اور دوسرے صوبہ جات کا بھی یہی حال ہے۔

پاکستان میں بھٹو خاندان، شریف خاندان، زرداری خاندان، بنگلہ دیش میں حسینہ خاندان، نیپال میں کویرالا، دیوا، پرچنڈ خاندان یہ سب نیپوازم کی روشن مثالیں ہیں۔

یہی حال فلمی دنیا میں بھی ہے، خاندانی دبدبہ۔

مذہبیات میں بھی Nepotism موروثیت پائی جاتی ہے مثلا ایک خانقاہی نظام کے حامل پیر صاحب قبلہ اپنے بعد اپنے ہی بیٹا کو اپنا گدی نشین یا سجادہ نشین منتخب کرتے ہیں، خاص طور پر یہ اس وقت اور برا ہو جاتا ہے جب کہ وہ ولی عہد یا جانشینی کا اہل نہ ہو، ہاں اگر وہ اس لائق ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کے جانشیں حضرت خواجہ بختیار کاکی علیہ الرحمۃ. ان کے جانشیں بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمۃ. ان کے جانشیں خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ. ان کے جانشیں خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی علیہ الرحمۃ. ان کے جانشیں خواجہ بندہ گیسو دراز علیہ الرحمۃ۔

غور کریں کسی نے اپنے بیٹے کو اپنا گدی نشیں یا جانشیں نامزد نہ کیا، بلکہ اپنے مریدوں میں سے جو زیادہ بہتر تھا اسے ہی نامزد کر دیا۔ خیر اس موضوع پر میں زیادہ تبصرہ کرنے سے گریز کرنا چاہتا ہوں کہ گریز کرنے ہی میں میری سلامتی ہے۔

شعبہ سیاسیات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات ظاہری میں ریاست مدینہ کے لئے اپنے خاندان کے کسی فرد کو خلافت کے لئے منتخب نہ فرمایا، بلکہ اشارۃ حضرت ابو بکر الصدیق رضي اللہ عنہ کو نامزد کیا، یہی۔ حال حضرت ابو بکر الصدیق رضي اللہ عنہ کا تھا آپ نے اپنے بیٹوں میں سے کسی کو نامزد نہ کیا، یہی حال حضرت عمر فاروق رضي اللہ عنہ، حضرت عثمان غني رضي اللہ عنہ وحضرت علي کرم اللہ وجھہ الکریم کا حال تھا، چونکہ اسلام Nepotism کا مخالف ہے "وامرھم شوری بینھم" اس پر دال ہے۔

خیر نیپالی عوام نیپال کے اس جابرانہ نظام کے خلاف متعدد بار سڑکوں پر آئے، مگر ان کی آوازیں صدا بصحرا ثابت ہوئیں اور وقت کے فرعونوں نے لاٹھی ڈنڈے کی طاقت سے ان کی آوزوں کو دبا دی، بالآخر کمیونسٹ ماوبادی پارٹی، پرچند دہال کی قیادت میں ملوکیت کے خاتمہ کے لیے پر عزم ہو چکی تھی، اس نے عوام کی حمایت سے 2008 میں ملوکیت کا خاتمہ کیا، جس میں 17000 افراد نے اپنی جانوں کا ندرانہ پیش کر کے جمہوریت کو بحال کیا، تاکہ اس نظام جمہوریت میں تمام طبقات کو سیاسی معاشی سماجی مساوات نیز مذہبی آزادی حاصل ہو سکے مگر عملا یہاں بھی برہمنوں اور راجپوتوں نے ملک کو یرغمالی بنا لیا اور مشہور سیاسی جماعتوں کے رہنما بن کر زمام اقتدار کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔

موجودہ دور جمہوریت 2008 تا 2025 ان سالوں میں 14 وزراء اعظم ہوئے، مگر وہ یا تو برہمن تھے یا راجپوت۔ ذرا آپ اس سیاسی عدم مساوات کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ 2025 میں نیپال کے 164 پارلیمنٹ ممبران میں سے 95 ممبران پارلیمنٹ برہمن اور چھتری تھے، یہی حال محکمہ پولیس. فوج. اور دوسرے اداروں کا بھی ہے، تھارو، مدھیشي، مسلم منغول تمانگ گرنگ وغیرہ قبائل کو آبادی کے تناسب سے ان کے عھدوں سے محروم کر دیا گیا۔ جو ایک جمہوری ملک کے لئے مناسب نہیں۔

ملک میں بے روزگاری۔ مہنگائی۔ رشوت خوری کا بازار گرم تھا نوجوانوں کے دلوں میں حکومت مخالف لاوے۔ جنم لیے رہے تھے چنانچہ اسی سال کے 4 ستمبر کو حکومت نے 26 شوشل میڈیا پر پابندی لگا کر وجہ یہ بتائی کہ یہ سب سوشل میڈیا پلیٹ فارم حکومت نیپال سے رجسٹرڈ نہیں ہیں۔ عوام جو پہلے سے ہی بے روزگاری مہنگائی۔ بدعنوانی۔ رشوت خوری۔ سے تنگ آچکی تھی۔ خاص کر نوجوان نسل جنھیں اصطلاح جدید میں Genz کہا جاتا ہے (پندرہ سال سے 28 سال تک کے نوجوان،) آج کے دور میں جین جی چونکہ۔ سوشل میڈیا کے بہت دلدادہ ہوتے ہیں مزید بے روزگاری کی وجہ سے وہ لوگ یوٹوبر بن کر یوٹیوب کے ذریعہ روزی روٹی بھی کماتے ہیں اس لئے انہیں غصہ آیا. عوام الناس نے حکومت کي طرف سے سوشل میڈیا بند کرنے کی۔ دو اور وجھیں بیان کي ہیں 1۔ مشرقی نیپال کی رہنے والی محترمہ پانڈے کہتی ہیں کہ نیپال کے کورے نامی پہاڑی علاقے سے کان کنی کے ذریعہ قیمتی معدنیات کو ایک پرائیویٹ کمپنی کے ذریعہ کھود کر نکالا جارہا تھا جو کہ عوامی ملکیت ہے اور نکالنے والے موجودہ حکمران جماعت کے قد آور سیاسی شخصیت ہیں جب ان کی یہ کان کنی کی ویڈیو سوشل میدیا پر وائرل ہوئی تو حکومت کو پریشانی لاحق ھوگئی کہ اب تو عوام بپھر جائے گی۔ اس لئے سوشل میڈیا کو بند کر دیا۔ دوسری وجہ یہ بتائی گئی کہ حکمران جماعت کے لڑکے لڑکیاں پیرس ولندن کے مہنگے مہنگے برانڈز کے کپڑے زیب تن کر کے اس کی پوز بنا کر نیز ہوٹلوں کی لگزری لایف اسٹائل۔ کا پوز بنا کر سوشل میڈیا میں ڈالتے تھے عوام نے بالخصوص نوجوانوں نے جب اس منظر کو دیکھا تو انہیں بڑی تکلیف ہوئی کہ ایک۔ ہم۔ لوگ ہیں کہ کالج کی فیس اسپتال۔ میں علاج ومعالجہ کے لئے روپیہ نہیں رکھتے اور آنجناب وزراء کے بچے بچیاں عوامی ٹیکس کے پیسوں سے پیرس ولندن کی گلیوں میں رنگ رلیاں منا رہے۔ ہیں۔

آخر 8 ستمبر کو نیپال کی دارالحکومت کاٹھمنڈو کے میتی گھر سے Genz کا ایک پرامن احتجاجی جلوس نکلتا ہے اور دھیرے دھیرے ایک جم غفیر کی شکل اختیار کر لیتا ہے اس احتجاج میں ہزاروں بایک سوار بھی تھے جو دیکھنے میں Genz نہیں بلکہ چور اور لٹیرے معلوم ہو رہے تھے، کاٹھمنڈو میں عجب شور و شرابہ تھا بس سب کی۔ زبان پر یہی جملہ تھا اولی چور دیش چھوڑ۔ بھرسٹاچار بند گرا۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ ریلی مایتی گھر سے نکل۔ کر بھانیشور۔ نیپال کی پارلیمنٹ تک پہچ گئی۔ بایک سوار موٹر سائیکلوں سے پٹرول۔ نکال۔ نکال کر اپنے ہی ملک کی قانون ساز اسمبلی پر ڈال کر اسے ہی نذر آتش کر رہے تھے، کیا انہیں یہ معلوم نہیں کہ ان کے مقدر کا فیصلہ یہیں ہوتا ہے۔ کچھ نوجوان تو پارلیمنٹ ہاؤس میں گھسنے کے لئے دیوار کو پھلانگنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے، بالآخر پولیس اہلکاروں نے آنسو گیس چھوڑ کر بھیڑ کو قابو میں کرنے کی کوشش کی مگر تشدد بڑھتا گیا اور پولیس نے بھیڑ کو بے قابو دیکھ کر گولی چلا دی جس میں 19 افراد جاں کی بازی ہار گئے۔ سینکڑوں زخمی ہوئے، اب کیا تھا ایک نہ رکنے والے سیلاب کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا، وزیر داخلہ مستعفی ہو گئے اور ایک ایک کر کے سارے وزراء مستعفی ہو گئے، آخر میں ملک کے وزیر اعظم کے پی شرما اولی نے بھی صدر جمہوریہ کے سامنے استعفی دے کر ملک سے فرار ہونے پر مجبور ہو گئے۔

انقلابیوں نے وزراء کو چن چن کر مارا ان کے ذاتی مکانات کو نذر آتش کر دیا۔ ان کے مال ومتاع کو یا تو لوٹ لیا یا نذر آتش کر دیا، انقلابیوں میں اکثریت منغولوں یعنی گرنگ۔ تمانگ اور۔ خانہ بدوش قبائل کی تھی۔ جنھوں نے اپنے جد اعلی چنگیز خان وہلاکو خان کی یاد تازہ کرتے ہوئے نیپال کی پارلیمنٹ۔ سپریم کورٹ۔ سنگھ دربار فائیو اسٹار ہوٹل کو نذر آتش کر دیا، 48 گھنٹوں کے دوران کاٹھمنڈو کو جاپان کا ہیروشیما یا دوسری جنگ عظیم کے بعد کا جرمنی بنا دیا گیا۔

صدر جمہوریہ فوجی ہیڈ کوارٹر میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے پورے ملک میں ایک عجیب سی کیفیت رونما تھی ہر کسی کی زبان پر یہ محاورہ تھا کہ دیکھو اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے آخر کار 12 ستمبر کو صدر جمہوریہ نے بڑی گھما گھمی کے بعد پارلیمنٹ کو تحلیل کر دیا اور محترمہ شوشیلا کارکي سابق چیف جسٹس آف نیپال کو ملک کی پہلی خاتون و پندرہویں عبوری وزیر اعظم بننے کا شرف حاصل ہوا۔

اس انقلاب میں 3 ٹریلین نیپالی روپئے کا مالی نقصان ہوا جو تقریبا 15 بلین امریکی ڈالر کے مساوی ہے۔ اور نیپال کی فی کس سالانہ آمدنی یعني GDP جو کہ 1500 سو امریکی ڈالر تھی اس سے بھی کم ہو گئی،

اب آگے دیکھنا ہے کہ اس انقلاب سے بے روزگاری مہنگائی۔ رشوت خوری۔ Nepotism کا خاتمہ ہوتا یا نہیں، ملک دس سال آگے جاتا ہے یا پیچھے، یہ تو آنے والا وقت طے کرے گا۔

نیپال میں سب کچھ بدل گیا، کیا سے کیا ہو گیا!!

تحریر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جاوید اختر بھارتی

کہاوت ہے کہ گھور اور گھوڑے کے دن ہمیشہ یکساں نہیں ہوتے گھور کہتے ہیں اس جگہ کو جہاں کوڑے کا انبار لگا رہتا ہو ایسی جگہ ہمیشہ یکساں نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہاں صفائی کرکے عالیشان محل تعمیر ہوسکتا ہے، سرکاری یا نیم سرکاری دفاتر کی تعمیر ہوسکتی ہے مساجد و مدارس کی تعمیر بھی ہوسکتی ہے اور گھوڑے کے دن ہمیشہ یکساں نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ گھوڑا کبھی سواری ڈھوتا ہے اور کبھی تانگے کھینچتا ہے کبھی اس کی پشت پر کوئی انسان سج سنور کر دولہے کی شکل میں بیٹھتا ہے تو کبھی گھوڑا بادشاہ کی بگھی میں بھی استعمال ہوتا ہے معاملہ واضح ہوگیا کہ گھور اور گھوڑے کے دن ہمیشہ یکساں نہیں ہوتے۔

حکمراں جب تک یہ سوچتا ہے کہ پورا ملک میرا خاندان ہے اور ملک کا ہر شہری میرے خاندان کا ممبر ہے تو ایسے حکمراں کو انصاف کرنے کا حوصلہ ملتا ہے اور جب ایک حکمراں کو انصاف کرنے کا حوصلہ ملے گا تو یہ پورے ملک کے لئے فخر کی بات ہوتی ہے اور جس حکمران پر ملک کی عوام فخر کرے تو یہ ایک حکمراں کے لئے خوش قسمتی کی بات ہوتی

ایک حکمراں کے لئے ضروری ہے کہ وہ بجلی، پانی اور سڑک کو ترجیح دے اور روٹی کپڑا، مکان کو بھی ترجیح دے یہ چھ چیزیں چھ خصوصیات ملک کی تعمیر و ترقی کی بنیاد مانی جاتی ہیں،، نیپال کے حکمراں کے قدم شائذان راستوں سے بہک چکے تھے،، قانون وانصاف کی بالادستی قائم کرنے کے بجائے انصاف کا ہی گلا گھونٹا جانے لگا تھا اور نتیجہ یہ ہوا کہ صبر کا پیمانہ چھلک پڑا اور عوام سڑکوں پر اتر آئی آگزنی ہوئی قتل وغارت گری ہوئی اور نیپالی حکومت کا وجود تک ختم ہوگیا خدائی لہجے میں بات کرنے کا خواب دیکھنے والے حکمراں آج بھاگے بھاگے پھر رہے ہیں۔

حکومت جب تاناشاہی کے راستے پر چلے گی تو عوام سے رابطہ کمزور ہوتا جائے گا اور جب عوام سے رابطہ اور رشتہ کمزور ہوگا تو عوام کے اندر حکومت کے تئیں ناراضگی بڑھے گی اور جب عوام ہی حکومت سے ناراض ہو جائے تو وہی حال ہوتا ہے جو سری لنکا، بنگلہ دیش اور نیپال کا ہوا ہے۔

حکومت کی جانب سے عوام کو جو مراعات اور سہولیات فراہم ہونی چاہیئے اس مراعات اور سہولیات میں جب کمیشن خوری ہونے لگے گی تو حکومت کی بھی الٹی گنتی شروع ہو جائے گی اور جب الٹی گنتی شروع ہوگی تو صفر یعنی زیرو پر آنا ہی آنا ہے اس لئے حکومت کو چاہیئے کہ وہ عدلیہ اور میڈیا پر اپنا شکنجہ نہ کسے کیونکہ حکومت جب عدلیہ اور میڈیا دونوں کو اظہار خیال کی آزادی دے گی تو ایسی صورت میں حکومت کو چار چاند لگے گا۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو مجمع سے ایک شخص کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اے عمر خطبہ بعد میں دینا پہلے میرے سوال کا جواب دو جتنا کپڑا آپ کو ملا تھا اتنا ہی کپڑا ہمیں بھی ملا ہے لیکن قمیص تو نہیں بن پائی پھر تم تو اتنے تندرست و صحت مند ہو تمہاری قمیص کیسے تیار ہوئی اتنا سننے کے بعد امیر المؤمنین نے سوال کرنے والے کو ڈانٹا پھٹکارا نہیں بلکہ اپنے بیٹے سے کہا کہ بتاؤ میری قمیص کیسے تیار ہوئی تو امیر المؤمنین کے بیٹے نے کہا کہ میرے حصے کا کپڑا اور میرے باپ کے حصے کا کپڑا ملا کر سلا گیا ہے تو اس کی وجہ سے میرے باپ کی قمیص تیار ہوئی،، سوال کرنے والا شخص مطمئن ہوگیا اور کہا کہ اے عمر اب خطبہ دو ہم سنیں گے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی کو گورنر بناتے تو اسے ہدایت دیتے کہ تم اونچی پوشاک نہیں پننا، دروازے پر دربان نہیں رکھنا اور کوئی ملنے آئے تو ملنے سے انکار نہیں کرنا اور کسی فریادی سے سخت لہجے میں بات نہیں کرنا۔ امیر المومنین کے بتائے ہوئے اصول وضوابط اور ہدایت کے مطابق جو حکومت کرے گا تو یقیناً ملک کی عوام کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا اور حکمراں کو بھی عوام کی ناراضگی کا سامنا نہیں پڑے گا لیکن انتہائی افسوس کی بات ہے کہ آج کے حکمرانوں کے اندر خوش مزاجی بھرے انداز میں گفتگو کا فقدان پایا جاتا ہے، سخت سیکیورٹی کے جھرمٹ میں رہتے ہیں، غریب مزدور عوام سے ملنا پسند نہیں کرتے ہیں، عہدے و منصب اور اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہیں غربت کے خاتمے کا نعرہ لگاتے اور لگواتے ہیں اور جیب و پیٹ اپنا بھرتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ملک میں غربت، بے روزگاری، بدعنوانی کا گراف بڑھتا جاتا ہے اور ملک کی عوام بے بس ہوتی جاتی ہے۔

ملک کے وہ ادارے جو حکومت کو آئینہ دکھاتے ہیں، تنقید برائے اصلاح کے جذبے اور ضابطے کے مطابق کام کرتے ہیں جب حکمراں ایسے اداروں پر شکنجہ کستے ہوئے اپنے مفاد میں استعمال کرنے لگتے ہیں تو عوام کی آواز دبانے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک دن ایسا آتا ہے کہ وہی عوام جو اپنے حکمرانوں کو مبارکباد پیش کرتے ہیں، کبھی استقبال کرتے ہیں اور کبھی نعرہ لگاتے ہیں وہی عوام سر پر پگڑی اور کفن باندھ کر بے روزگاری، بدعنوانی اور لوٹ کھسوٹ کے خلاف سڑکوں پر آتے ہیں تو راہ میں روکاوٹ کھڑی کرنے جو بھی آتا ہے تو اس کی دھجیاں اڑ جاتی ہیں، اس کے شیش محل میں آگ لگ جاتی ہے، وزراء کو دوڑا دوڑا کر اس کی اوقات یاد دلا دی جاتی ہے اور اولی جیسے حکمرانوں کا گھمنڈ چکنا چور ہو جاتا ہے، اقتدار سے بے دخل کر دیا جاتا ہے اور ملک چھوڑنے پر بھی مجبور کر دیا جاتا ہے اور یہ سارا منظر نیپال میں دیکھنے کو ملا جبکہ نیپالی حکومت کو شری لنکا اور بنگلہ دیش سے سبق حاصل کرنا چاہیئے تھا لیکن نیپالی حکمراں طاقت کے نشے میں چور تھے، عوام کے خون پسینے کی کمائی پر ڈاکہ مارتے تھے اور عوام کی آواز کو زبردستی دباتے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہاتھی نے ہی مہاوت کی دھجیاں اڑا ڈالی،، نیپال میں جو کچھ ہوا اس سے پوری دنیا کے حکمرانوں کو سبق حاصل کرنا چاہیئے

نیپال کا خونی منظر"

امیر الدین خان شیرانی

فیض احمد فیض

یہ داغ داغ اُجالا، یہ شب گزیدہ سحر
وہ انتظار تھا جس کا، یہ وہ سحر تو نہیں

نیپال کی سرزمین اپنی فطری خوبصورتی اور پہاڑی حسن کے باعث دنیا بھر میں جانی جاتی ہے، مگر حالیہ خونریز واقعات نے اس حسین خطے کو غم اور اندوہ کی آغوش میں دھکیل دیا ہے۔ وہ فضائیں جو کبھی سیاحوں کے لیے کشش کا مرکز تھیں، آج بارود کی بُو اور انسانی خون کی سرخی سے لرزاں ہیں۔

انسانی تاریخ گواہ ہے کہ جہاں ظلم اپنی انتہا کو پہنچتا ہے وہاں انسانیت کا امتحان شروع ہو جاتا ہے۔ نیپال کے خونی منظر نے نہ صرف پورے خطے کو لرزا دیا ہے بلکہ دنیا کے ہر حساس دل کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ معصوم جانوں کا ضائع ہونا، بے سہارا خاندانوں کی چیخیں اور بے گناہوں کے جنازے—یہ سب منظر نامہ انسانیت کے ماتھے پر بدنما داغ ہیں۔

کیا یہ وہی نیپال ہے جو امن، سکون اور قدرتی حسن کے لیے جانا جاتا تھا؟ آج وہاں کی گلیاں سوال کرتی ہیں کہ طاقت کی ہوس آخر کب تک انسانی خون پیے گی؟ ظلم کی سیاہی کب تک سورج کی روشنی کو چھپائے گی؟ انسان کب اپنی ہی انسانیت کے گلے پر خنجر چلانا چھوڑے گا؟

نیپال کا یہ المیہ ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ ظلم کسی ایک قوم یا علاقے کا مسئلہ نہیں، بلکہ پوری انسانیت کا سانحہ ہے۔ اگر آج ہم خاموش رہیں تو کل یہ آگ ہمارے گھروں تک بھی پہنچ سکتی ہے۔ یہ وقت ہے کہ ہم صرف تماشائی نہ رہیں بلکہ امن، انصاف اور انسانیت کی آواز بنیں۔

کاش دنیا کے حکمران اور طاقت کے ایوان اس منظر سے سبق لیں، اور کاش وہ لمحہ جلد آئے جب نیپال کے پہاڑ پھر سے امن کی گواہی دیں، جب وہاں کے دریا خون کے بجائے خوشی کے نغمے بہائیں، اور جب انسانیت ایک بار پھر سربلند ہو۔

امیر الدین خان شیرانی اترولہ بلرام پور
مقیم حال جامعہ اہلسنت حنفیہ فیضان رضا واپی گجرات

اپنی نگارشات و مضامین ہمارے ای میل پر ارسال کریں
weeklynepalurdutimes@gmail.com
www.nepalurdutimes.com

نیپال کی نئی سیاسی صورتحال: نوجوانوں کی تحریک اور سوشیلا کارکی کی قیادت

ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی

نیپال آج ایک نازک اور تاریخی موڑ پر کھڑا ہے۔ ملک کی فضاؤں میں نوجوانوں کی آواز ایک نیا حوصلہ لے کر گونج رہی ہے—وہی نسلِ نوجو اپنی حقِ حیات اور انصاف کے تقاضوں کے لیے سڑکوں پر اتر آئی ہے۔ یہ احتجاجات، جنہیں عالمی ذرائع میں "Gen Z protests" کہا جا رہا ہے، محض شور و غل نہیں بلکہ بدعنوانی، بیروزگاری، حکومتی سنسرشپ اور شفافیت کے فقدان کے خلاف ایک پراثر اور بیدار کن پیغام ہیں۔

یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہی خاموش و صابر نسل جو صبر و تحمل کی مثال سمجھی جاتی تھی، اب خاموشی توڑ کر حقِ عامہ کے لیے قوتِ اظہار رکھتی ہے—اور یہ تحریک بلاشبہ ملک کی تاریخ میں سنہرے ابواب میں درج ہو جائے گی۔ شاید یہ وہ لمحہ ہے جب نظامِ سیاست کے کچھ ایسے شکنجے چھٹے جنہوں نے برسوں تک کرپشن اور اثر و رسوخ کے ذریعے اپنی برتری قائم رکھی؛ ایسے لیڈران اب نہ صرف عوامی نفرت کا شکار ہیں بلکہ اُن کی حکمرانی کی ساکھ بھی کچلے جانے لگی ہے—ایک عبرت انگیز منظر جو آنے والی نسلوں کے لیے سبقِ عبرت بن سکتا ہے۔

اس عمل میں مظاہروں کے دوران عوام کا ردِ عمل بعض اوقات نہایت شدت اختیار کر گیا۔ برسوں سے کرپشن اور دھونس کے ذریعے اقتدار پر قابض رہنے والے نیتا ذلت و رسوائی کا وہ منظر دیکھنے پر مجبور ہوئے جو شاید سیاست کی تاریخ میں کم ہی نظر آیا ہو۔ دوڑا دوڑا کر مارنا، طمانچوں، لاتوں اور لاٹھیوں کی بارش، زبان کی تیز تلوار سے کاٹ دار جملے، اور یہاں تک کہ ندی نالوں میں دھکیل کر ذلیل کرنا—یہ سب کچھ اس قدر ہوا کہ اقتدار کی رعونت رکھنے والے لیڈران بے بسی کی تصویر بن گئے۔

اگرچہ کسی پر تشدد یا اہانت کا منظر خوش آئند نہیں ہوتا، مگر بعض اوقات تاریخ اپنے سفر میں ایسے تلخ ابواب بھی رقم کر دیتی ہے جو نہ صرف عبرت کا سامان ہوں بلکہ آنے والی قیادت کو ہزار بار سوچنے پر مجبور کریں کہ عوامی اعتماد کے ساتھ دھوکہ اور بدعنوانی کا انجام کیا ہوتا ہے۔ یہی وہ کڑوی حقیقت ہے جس نے اس تحریک کی گہرائی اور نوجوانوں کے عزم کو مزید اجاگر کر دیا۔

نیپال کے موجودہ دن آئندہ نسلوں کے لیے ایک امتحانِ ضمیر ثابت ہوگا: آیا ریاست اور معاشرہ اس پکار کو سن کر اصلاحِ نظام کی راہ اپناتے ہیں، یا وہی رونقیں دوبارہ عہدوں کی زینت بن کر عوامی اعتماد کو مزید مجروح کرتی رہیں گی۔

نئے وزیر اعظم: سوشیلا کارکی

صدر رام چندر پاوڈل نے سابق چیف جسٹس سوشیلا کارکی کو عارضی وزیر اعظم مقرر کیا۔ سوشیلا کارکی نیپال کی پہلی خاتون وزیر اعظم ہیں، اور ان کی تقرری ایک ایسے وقت پر ہوئی ہے جب ملک میں سیاسی کشیدگی اپنے عروج پر ہے۔ پارلیمنٹ تحلیل ہو چکی ہے اور چھ ماہ کے اندر نئے عام انتخابات متوقع ہیں، اس لیے ان کے پاس محدود وقت میں عوام کے اعتماد کو بحال کرنے اور ملک میں شفافیت قائم کرنے کا بڑا چیلنج موجود ہے۔

یہاں یہ بات بھی نہایت اہم ہے کہ نئی وزیرِ اعظم کو مسلم حلقوں کے بااثر افراد، تنظیموں اور مدارس کے ذمہ داران کی جانب سے گلہائے تبریک اور کلماتِ تحسین ضرور پیش کیے جائیں۔ یہ وقت خاموش تماشائی بنے رہنے یا محض حالات کا دور سے مشاہدہ کرنے کا نہیں ہے، بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ امتِ مسلمہ اپنی نیک خواہشات اور تعمیری جذبات کو برملا اظہار کے ساتھ سامنے لائے۔ آج صومِ سکوت اختیار کرنا دانائی نہیں بلکہ کمزوری شمار ہوگی؛ اس موقع پر حوصلہ افزا پیغام، دعائیہ کلمات اور مبارکباد کے ذریعے نہ صرف خیر سگالی کا مظاہرہ کیا جا سکتا ہے بلکہ قومی وحدت و ملی اخوت کا ایک روشن باب بھی رقم کیا جا سکتا ہے۔

Gen Z احتجاجات اور تشدد:

نوجوانوں نے سڑکوں پر نکل کر انصاف، شفافیت، روزگار، اور اظہارِ رائے کی آزادی کے لیے آواز بلند کی۔ تحریک کا مقصد واضح اور جائز تھا، لیکن افسوس کے ساتھ بعض عناصر نے تشدد اور تخریب کاری کو جنم دیا۔ سرکاری عمارتیں، بینک اور دکانیں جلائی یا لوٹی گئیں، سرکاری گوداموں پر عوام نے دھاوا بول دیا جس کو جتنا میسر ہوا اناج لوٹ کر لے گئے، مولز میں بھی لوٹ مار ہوئی قیمتی سامان اٹھا کر لوگ لے گئے، نگر پالیکا کی الماریاں اور گیس سلنڈر یونہی انورٹر تک اٹھا کر لے گئے جو کہ کسی طرح درست نہیں تھے۔ اس تحریک نوجوانوں کو اس جانب توجہ دینی چاہیئے اور لوٹے گئے سامان کی تفتیش کرکے واپس کروانی چاہیئے تاکہ تحریک کی پیشانی پر بدنامی کا داغ نہ لگنے پائے۔

شہری املاک کو نقصان پہنچا:

یہاں سب سے زیادہ تنقیدی پہلو فوج اور پولیس کی ابتدائی کارروائی کی تاخیر ہے۔ اگر فوج نے ابتدائی مرحلے میں سخت اور بروقت کمان سنبھالی ہوتی، جس طرح بعد میں فعالیت دکھائی ہے تو یہ سرکاری املاک و مکانات کو نذرِ آتش کرنے اور مسمار کرنے جیسی تخریب کاری روکی جا سکتی تھی۔ نگر پالیکا، کورٹ، مالپوت، سینھ دربار اور پولیس اسٹیشن جیسی اہم اور حساس عمارتیں عام طور پر محفوظ رہتی ہیں، لیکن ابتدائی غیر سنجیدگی نے احتجاج کو انتشار اور تباہی کی طرف دھکیل دیا۔

یہ سوال اٹھتا ہے کہ فوج کی تاخیر کی وجہ کیا تھی؟ کیا سیاسی دباؤ، احکامات کی الجھن، یا انتظامیہ کی غفلت اس کے پیچھے تھی یا کوئی اور سازش؟ ابتدائی فیصلہ نہ لینے کی قیمت صرف سرکاری املاک بلکہ عوام کی حفاظت پر بھی پڑی، اور اس نے تحریک کی پرامن روح کو نقصان پہنچایا۔ یہ ایک سبق ہے کہ کسی بھی ملک میں احتجاجات کے دوران فوج اور انتظامیہ کی بروقت اور متوازن کارروائی نہ صرف املاک بلکہ عوام کی جان و مال کے تحفظ کے لیے بھی ضروری ہے۔

سوشیلا کارکی کے سامنے چیلنجز:

گذشتہ شب نئی وزیر اعظم کے طور پر سوشیلا کارکی حلف اٹھا چکی ہیں اور اب ان سامنے کئی نازک مسائل ہیں، جو فوری توجہ کے مستحق ہیں:

نوجوانوں کا اعتماد بحال کرنا: یہ دکھانا کہ حکومت ان کے جائز مطالبات پر سنجیدگی سے عمل کر رہی ہے۔

سیاسی استحکام قائم رکھنا: چھ ماہ کے محدود وقت میں ثابت کرنا کہ حکومت مؤثر اور غیر جانبدار ہے۔

معاشی بحران پر قابو پانا: بیروزگاری اور افراطِ زر کے بڑھتے رجحانات ملک کے لیے سنگین خطرہ ہیں۔

سفارتی توازن قائم کرنا: بھارت اور چین کے درمیان محتاط اور متوازن پالیسی اختیار کرنا تاکہ نیپال کی خود مختاری برقرار رہے۔

عوامی اعتماد کی بحالی: فوری اصلاحات اور بدعنوانی کے خلاف اقدامات عوام کے دلوں میں یقین پیدا کر سکتے ہیں۔ مذہبی طور پر غیر جانبدارانہ رویہ: یہ وقت اس امر کا بھی ہے کہ نئی قیادت عملی طور پر اپنے غیر جانبدارانہ رویے کا مظاہرہ کرے۔ صرف بیان یا دعوے سے کام نہیں چلے گا، بلکہ یہ ثابت کرنا ہوگا کہ وہ ہر مذہب کے پیروکاروں کے ساتھ یکساں کھڑی ہیں، اور کسی بھی قسم کی مذہبی منافرت یا تفریق کو جنم نہیں دیں گی۔ معاشرہ میں مذہبی ہم آہنگی اور بھائی چارے کو فروغ دینا لازمی ہے، تاکہ ہر عقیدے اور مذہب کے ماننے والے امن، تحفظ اور وقار کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔

یہ عمل نہ صرف حکومتی ذمہ داری ہے بلکہ ایک قومی فریضہ بھی ہے۔ ہر فرد، چاہے کسی بھی عقیدے، فرقے یا مذہبی پس منظر سے تعلق رکھتا ہو، اسے یہ یقین دلایا جائے کہ ان کے حقوق محفوظ ہیں، ان کی عبادات اور ثقافتی اقدار کا احترام کیا جائے گا، اور انہیں مساوی احترام اور عدل و انصاف کا حصہ ملے گا۔

ایسی حکمت عملی سے معاشرتی فضا میں نہ صرف سکون قائم ہوگا بلکہ ایک مثبت مثال بھی سامنے آئے گی کہ مذہبی رواداری اور ہم آہنگی ریاستی رویے کا لازمی حصہ ہے۔ جب ہر شہری یہ دیکھے گا کہ مذہبی امتیاز کے بجائے انصاف اور مساوات کی بنیاد پر فیصلے کیے جاتے ہیں، تو نہ صرف امن کی فضا مضبوط ہوگی بلکہ عوام کا حکومتی اعتماد بھی بڑھے گا۔

مستقبل کی امید:

اگرچہ احتجاجات کے دوران تشدد ہوا، نوجوانوں کی اکثریت کا اصل مقصد ایک شفاف اور ذمہ دار حکومت قائم کرنا تھا۔ پرامن احتجاج اور اپنے مطالبات کی منطقی وضاحت کے ذریعے تحریک اپنی روحانی طاقت برقرار رکھ سکتی ہے۔ سوشیلا کارکی کی قیادت میں امید کی جا سکتی ہے کہ نیپال میں شفافیت، انصاف اور عوامی اعتماد کے ساتھ ایک نیا دور شروع ہوگا۔ یہ وقت صرف احتجاج کا نہیں، بلکہ نوجوانوں کے حوصلے، عوامی شعور اور سیاسی بصیرت کے امتحان کا بھی ہے۔ اگر نوجوان اپنی تحریک کو پرامن اور منظم رکھیں، تو یہ نہ صرف کامیاب ہوگی بلکہ ملک میں ایک مضبوط، شفاف اور ترقی یافتہ نظام کی بنیاد بھی رکھے گی۔ تحریک کے متحرک وفعال افراد کو اس بات پر بھی توجہ دینی ہوگی کہ ملک بھر میں ذیلی کمیٹیاں ہوں جو اپنے اپنے علاقہ میں فعال رہیں اور کسی بھی طرح نفرتوں کے بازار گرم کرنے والی سرگرمیوں کو پنپنے نہ دیں، بلکہ بروقت اس کی گوشمالی کی جائے۔

شعلے بھڑکیں، مگر دلوں میں امن کی روشنی جلے
یہ نوجوان ہی ہیں جو کل کا نیپال روشن کریں گے

ابوالعطر محمد عبدالسلام امجدی برکاتی عفی عنہ
13/ستمبر 2025

سری لنکا سے نیپال تک: عوامی بیداری کی نئی لہر!

شمس آغاز
ایڈیٹر، دی کورتیج
Mobile:9716518126
Email.shamsaghazrs@gmail.com

دنیا کی سیاست میں پچھلے چند برسوں میں جو بڑے انقلابی اور غیر متوقع واقعات دیکھنے کو ملے ہیں، ان میں جنوبی ایشیا کے ممالک خاص طور پر نمایاں ہیں۔ جنوبی ایشیا جسے طویل عرصے سے سیاسی عدم استحکام، کرپشن، بدانتظامی، اقتصادی بدحالی اور فوجی یا سیاسی مداخلتوں کا مرکز سمجھا جاتا رہا ہے، وہاں ایک بار پھر تختہ پلٹ کی فضا قائم ہو چکی ہے۔ سری لنکا، بنگلہ دیش اور اب حالیہ دنوں میں نیپال میں رونما ہونے والے عوامی مظاہرے اور حکومتی تبدیلیاں اس بات کی دلیل ہیں کہ اس خطے کے عوام اب پرانے طرزِ حکمرانی کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ایک طرف سری لنکا ہے جس نے بدترین معاشی بحران کا سامنا کیا، جہاں عوام نے صدارتی محل پر دھاوا بول کر صدر گوٹابایا راج پکشے کو بھاگنے پر مجبور کیا۔ دوسری طرف بنگلہ دیش ہے جہاں طویل عرصے تک حکمرانی کرنے والی شیخ حسینہ واجد کے خلاف زبردست عوامی احتجاج ہوا اور ان کے زوال نے پورے خطے کو ہلا کر رکھ دیا۔ اور اب نیپال میں رپورٹس کے مطابق عوامی غم وغصہ اتنے شدید مرحلے پر پہنچ چکا ہے کہ وزیر اعظم کو استعفیٰ دینا پڑا اور سیاسی مستقبل ایک بار پھر غیر یقینی صورتحال کا شکار ہو گیا ہے۔

سری لنکا کی مثال اس خطے کے لیے ایک اہم سبق تھی۔ یہ ملک کئی دہائیوں تک خانہ جنگی کا شکار رہا، پھر جب امن قائم ہوا تو سیاسی خاندانوں کی اجارہ داری نے جمہوریت کو کمزور کر دیا۔ راج پکشے خاندان نے کئی برس تک اقتدار پر قبضہ کیے رکھا، لیکن جب 2022 میں ملک بدترین معاشی بحران میں ڈوبا، تو عوام کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ بجلی کی طویل لوڈشیڈنگ ہونے لگی، ادویات اور ضروری اشیاء مارکیٹ سے غائب ہو گئیں۔ سری لنکا کی کرنسی زمین بوس ہوئی اور مہنگائی آسمان کو چھونے لگی۔ عوام جب سڑکوں پر نکلے تو ان کے غصے کی شدت نے پوری دنیا کو چونکا دیا۔ صدارتی محل پر عوام کے قبضے کی تصاویر اور ویڈیوز سوشل میڈیا پر وائرل ہوئیں اور یہ منظر گویا عوامی طاقت کی ایک زندہ علامت بن گیا۔ آخر کار صدر گوٹابایا راج پکشے کو ملک چھوڑ کر بھاگنا پڑا اور یہ ثابت ہوا کہ عوامی بغاوت اگر شدت اختیار کر لے تو طاقتور ترین حکمران بھی زیادہ دیر اقتدار پر قابض نہیں رہ سکتا۔

بنگلہ دیش میں بھی یہی کہانی ایک مختلف انداز میں دہرائی گئی۔ بنگلہ دیش جو آزادی کے بعد سے ہی سیاسی کشمکش کا شکار رہا ہے، وہاں شیخ حسینہ نے تقریباً پندرہ برسوں تک اقتدار پر اپنی مضبوط گرفت قائم رکھی۔ ان کے دور حکومت میں اگرچہ معاشی ترقی کے کچھ مثبت پہلو ضرور دیکھنے کو ملے، لیکن ساتھ ہی آمرانہ طرزِ حکمرانی، اپوزیشن کو کچلنے کی پالیسی، انتخابی دھاندلی کے الزامات اور آزادی اظہارِ رائے پر پابندیوں نے عوامی بے چینی کو بڑھا دیا۔ خاص طور پر نوجوان طبقے اور طلبہ میں بے روزگاری کی شرح میں اضافہ ہوا، بدعنوانی اور خاندانی سیاست نے جمہوری ڈھانچے کو کمزور کیا۔ آخر کار 2024-2025 کے دوران عوامی احتجاج کی ایک بڑی لہر اٹھی۔ مظاہروں میں شدت آنے کے بعد پولیس اور فوج کی سخت کارروائیوں نے صورت حال کو مزید پیچیدہ کر دیا۔ سوشل میڈیا پر خبریں اور ویڈیوز پھیلنے لگیں کہ عوامی مزاحمت اب ناقابلِ قابو ہے۔ اس احتجاج نے اتنی شدت اختیار کی کہ بالآخر شیخ حسینہ کو اقتدار چھوڑنا پڑا اور بنگلہ دیش ایک بار پھر سیاسی غیر یقینی کے دوراہے پر کھڑا ہو گیا۔

بنگلہ دیش کی اس تازہ ترین سیاسی تبدیلی نے پورے خطے کو ہلا کر رکھ دیا، کیونکہ ایک ایسی حکومت جسے دنیا میں مستحکم مانا جاتا تھا، اچانک عوامی دباؤ کے سامنے کمزور ہو گئی۔ اس واقعے نے یہ سوال پیدا کر دیا کہ کیا جنوبی ایشیا میں کوئی بھی حکومت اب طویل عرصے تک عوام کو نظر انداز کر کے اقتدار پر برقرار رہ سکتی ہے؟ عوام کی بیداری، نوجوانوں کی طاقت اور سوشل میڈیا کی وسعت نے حکمرانوں کے لیے پرانی طرزِ سیاست کو مشکل بنا دیا ہے۔

اسی دوران نیپال میں بھی ایک نئی کہانی لکھی جانے لگی۔ نیپال کی سیاست ہمیشہ سے غیر مستحکم رہی ہے۔ کبھی بادشاہت، کبھی خانہ جنگی، کبھی ماؤوادی تحریک اور کبھی جمہوری تجربات اس ملک نے ہر طرح کی سیاسی کشمکش کو دیکھا ہے۔ لیکن حالیہ دنوں میں وہاں جو کچھ ہوا، اس نے ایک بار پھر یہ بتا دیا کہ عوامی دباؤ کے آگے بڑی بڑی کرسیوں کے پائے لرز جاتے ہیں۔ دھرو راٹھی نے اپنے یوٹیوب چینل پر جو ویڈیو پوسٹ کیا، اس میں اس نے واضح طور پر بتایا کہ نیپال میں عوامی بیداری کس سطح پر پہنچ گئی ہے۔ اس کے مطابق نوجوان نسل، خاص طور پر Gen-Z، (جین - زی) نے احتجاج میں اہم کردار ادا کیا۔ کرفیو لگانے کے باوجود عوام سڑکوں پر نکلے اور وزیر اعظم کو استعفیٰ دینے پر مجبور کر دیا۔

نیپال کی اس تازہ تبدیلی کو سمجھنے کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ یہاں کی سیاست ہمیشہ خارجی دباؤ اور داخلی کمزوریوں کے درمیان پھنسی رہی ہے۔ معیشت کمزور ہے، روزگار کے مواقع محدود ہیں، کرپشن عام ہے اور سیاسی جماعتیں آپسی اختلافات میں الجھی رہتی ہیں۔ ایسے میں جب عوام کو لگا کہ حکومت ان کے مسائل حل کرنے میں ناکام ہو چکی ہے، تو انہوں نے سڑکوں پر نکل کر اقتدار کو ہلا ڈالا۔ جانکاری کے مطابق نیپال میں یہ تبدیلی محض ایک سیاسی بحران نہیں بلکہ ایک سماجی بیداری کا اظہار ہے، جہاں نوجوان طبقہ پرانی نسل کے سیاستدانوں کے خلاف آواز اٹھا رہا ہے۔

اگر سری لنکا، بنگلہ دیش اور نیپال میں حالیہ سیاسی تبدیلیوں کو ایک ساتھ دیکھا جائے تو ان میں کئی اہم مشترکہ عناصر سامنے آتے ہیں۔ سب سے نمایاں وجہ معاشی بدحالی ہے۔ مہنگائی، بے روزگاری، اور غربت نے عوام کو شدید غم و غصے میں مبتلا کیا۔ دوسرا بڑا عنصر بدعنوانی ہے، جس نے ریاستی اداروں پر عوام کا اعتماد متزلزل کر دیا۔ تیسری اہم وجہ جمہوری اقدار کی پامالی ہے، جہاں حکمرانوں نے اپوزیشن کو دبانے، آزاد میڈیا پر پابندیاں لگانے اور عوامی آواز کو نظر انداز کرنے کی روش اختیار کی۔ چوتھے عنصر کے طور پر سوشل میڈیا کا کردار سامنے آتا ہے، جس نے بکھری ہوئی آوازوں کو یکجا کر کے ایک منظم عوامی تحریک میں بدل دیا۔ اور پانچواں اہم عنصر طاقتور ریاستی ادارے، خاص طور پر فوج اور دیگر اثر و رسوخ رکھنے والے شعبے ہیں، جو ابتدا میں عوامی احتجاج کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن بالآخر عوامی دباؤ کے سامنے نرمی اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ان سبھی عوامل کو جوڑ کر دیکھا جائے تو یہ بات سمجھ آتی ہے کہ جنوبی ایشیا کے عوام اب زیادہ باشعور اور زیادہ بے خوف ہو چکے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اگر وہ متحد ہو جائیں تو بڑے سے بڑا اقتدار بھی ڈگمگا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سری لنکا میں عوام نے صدارتی محل پر قبضہ کر لیا، بنگلہ دیش میں طویل حکمرانی کا خاتمہ کر دیا اور نیپال میں وزیر اعظم کو استعفیٰ دینے پر مجبور کر دیا۔

اب سوال یہ ہے کہ دنیا نے ان واقعات پر کس طرح ردعمل ظاہر کیا؟ عالمی برادری کی نظریں ان تینوں ملکوں پر مرکوز رہیں کیونکہ یہ خطہ نہ صرف جغرافیائی اعتبار سے اہم ہے بلکہ عالمی معیشت اور سیاسی توازن کے لیے بھی کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ سری لنکا کے بحران پر سب سے پہلے بین الاقوامی مالیاتی ادارے متحرک ہوئے۔ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک نے معاشی اصلاحات کے بدلے مالی امداد کی پیشکش کی، جبکہ مغربی دنیا نے عوامی احتجاج کو جمہوری حق قرار دیا۔ بنگلہ دیش کے معاملے میں امریکہ اور یورپی ممالک نے سیاسی استحکام کی اپیل کی اور زور دیا کہ عبوری حکومت شفاف انتخابات کرائے۔ بعض مغربی میڈیا اداروں نے اس واقعے کو جنوبی ایشیا میں آمرانہ سیاست کے خاتمے کا آغاز قرار دیا۔ نیپال کے بارے میں اقوامِ متحدہ اور یورپی یونین نے تشویش ظاہر کی کہ ملک میں کرفیو اور بدامنی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو جنم نہ دے۔ دیگر خطے کے طاقتور ممالک نے بھی محتاط ردعمل دیا اور زور دیا کہ نیپال میں امن و استحکام قائم ہونا چاہیے تاکہ سیاسی انتشار معیشت کو مزید نقصان نہ پہنچائے۔

مجموعی طور پر عالمی ردعمل نے یہ واضح کیا کہ دنیا ان ممالک کے داخلی مسائل میں براہِ راست مداخلت نہیں کرنا چاہتی لیکن سیاسی استحکام اور انسانی حقوق کے تحفظ کو لازمی سمجھتی ہے۔ سری لنکا کے لیے معاشی بحالی پر زور دیا گیا، بنگلہ دیش میں جمہوری عمل کی حمایت کی گئی اور نیپال کے لیے امن واستحکام کی اپیل کی گئی۔ ان ردعمل نے اس بات کو تقویت دی کہ عالمی برادری اب جنوبی ایشیا کے عوامی احتجاج کو محض داخلی شورش نہیں بلکہ ایک بڑے جمہوری بیداری کے حصے کے طور پر دیکھنے لگی ہے۔

مستقبل کے حوالے سے یہ سوال اہم ہے کہ کیا یہ تبدیلیاں ان ممالک میں حقیقی جمہوریت کو مضبوط بنائیں گی یا یہ ممالک ایک بار پھر نئے بحرانوں کا شکار ہو جائیں گے؟ تاریخ گواہ ہے کہ تختہ پلٹ کے بعد اکثر ممالک مزید انتشار کا شکار ہو جاتے ہیں، کیونکہ کوئی واضح متبادل قیادت سامنے نہیں آتی۔ سری لنکا آج بھی معاشی مسائل سے جوجھ رہا ہے، بنگلہ دیش میں عبوری حکومت غیر یقینی کا شکار ہے اور نیپال میں بھی سیاسی استحکام ابھی دور کی بات ہے۔ لیکن ایک بات اب واضح ہو چکی ہے کہ عوامی شعور اور بیداری ایک ایسی حقیقت ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اگر حکمران عوام کی خواہشات اور مسائل کو سنجیدگی سے نہ لیں، تو وہ اسی طرح کے دباؤ اور ردعمل کا سامنا کر سکتے ہیں، جیسا کہ حالیہ برسوں میں ان تینوں ممالک میں دیکھنے کو ملا۔

جب قومیں جاگتی ہیں: نیپال، سری لنکا اور بنگلہ دیش کا سبق

انسانی تاریخ میں قوموں کے عروج و زوال کی داستانیں ہمیشہ سے قارئین کی دلچسپی کا مرکز رہی ہیں۔ کچھ قومیں اتنی ترقی کرتی ہیں کہ ہر طرف ان کا چرچا ہوتا ہے۔ وہ تہذیب و تمدن کی بنیادیں رکھتی ہیں اور نہ صرف خود بلکہ دنیا کو بھی ترقی کی راہوں پر گامزن کرتی ہیں جب کہ اس کے برعکس دوسری قومیں تنزلی کا شکار ہو کر تاریخ کے اندھیروں میں گم ہو جاتی ہیں۔ قوموں کی ناکامی کا مسئلہ صرف معیشت یا سیاست کا نہیں بلکہ انسانی اقدار، انصاف اور حقوق کا بھی ہے۔

قوموں کی ترقی کا انحصار اس بات پر ہے کہ عوام کو ان کا جائز مقام دیا جائے ان کے ساتھ برابری کا سلوک ہو اور یہ کوشش کی جائے کہ معاشرے کے کچلے ہوئے طبقے کو طاقتور بنایا جا سکے۔ قوموں کی ترقی میں سیاسی اور معاشی اداروں کا کردار ان کی ترقی یا تنزلی کا تعین کرتا ہے۔ معاشی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ ادارے اپنا کردار درست طریقے سے انجام دیں اور عوام الناس کے مفادات کو یقینی بنائیں۔

جب بھی کسی قوم میں جمہوری اور شراکتی ادارے معاشی اور سیاسی سرگرمیوں میں وسیع پیمانے پر شرکت کی اجازت دیتے ہیں، مساوی مواقع فراہم کرتے ہیں، قانون کی حکمرانی کو برقرار رکھا جاتا ہے اور چند افراد کے بجائے اکثریت کے مفادات کو ترجیح دی جاتی ہے تو سماج ترقی کرتا ہے۔ قوموں کے زوال کا سبب صرف بیرونی طاقتوں کا تسلط نہیں بلکہ اندرونی سماجی ڈھانچے کی خرابی بھی ہے۔

جب استحصالی
طبقہ عوام کے حقوق کو غضب کرتا ہے تو وہ قوم اپنی شناخت اور آزادی کھو دیتی ہے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ جہاں بھی ظلم و ستم کا نظام قائم ہوتا ہے وہاں قومیں زوال کا شکار ہو جاتی ہیں۔ انسان فطرتاً آزادی، انصاف اور برابری کی خواہش رکھتا ہے اور جب جب انسان سے یہ حقوق چھینے جاتے ہیں تو بغاوت کی فضا پیدا ہوتی ہے۔ انصاف اور آزادی کی جستجو نہ کبھی رکی ہے نہ رکے گی۔ کسی بھی قوم کی ترقی صرف معاشی پیمانوں سے نہیں ناپی جا سکتی بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ اس سماج میں لوگوں کو کس قدر انصاف، آزادی اور عزت ملتی ہے۔ لوگ جس سماج میں محفوظ ہوں اور انہیں بنیادی حقوق حاصل ہوں اور ان کے لیے آگے بڑھنا دشوار نہ ہو ایسے سماج اور قومیں ترقی کرتی ہیں۔ سماج کی کامیابی کا راز اس بات میں ہے کہ انسانوں کو ان کا جائز مقام ملے انہیں غربت، ناانصافی، ظلم و ستم سے آزاد کیا جائے اور انہیں ترقی کے لیے برابر مواقع فراہم کیے جائیں۔

جنوبی ایشیا کے سیاسی منظر نامے میں حالیہ برسوں میں ایک ایسی تبدیلی کی لہر اٹھی جس نے روایتی طاقت کے ڈھانچوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ معاشی بحران، بدعنوانی اور نوجوان نسل کی مایوسی سے جنم لینے والے عوامی احتجاج نے سری لنکا، بنگلہ دیش اور اب نیپال میں خود سر حکمرانوں کی حکومتوں کو اکھاڑ پھینکا ہے۔ یہ واقعات نہ صرف سڑکوں پر تشدد اور ہنگاموں کی داستان رقم کرتے ہیں بلکہ یہ بھی واضح کرتے ہیں کہ جمہوری نظام میں عوام کی آواز کو
دبانے کی کوشش کتنی خطرناک ہو سکتی ہے۔ سیاسی رہنماؤں کے لئے یہ ایک عبرتناک سبق ہے کہ عوامی جذبات اور مطالبات کو طویل عرصے تک نظر انداز کرنا ایک ایسی طاقت کو بیدار کر دیتا ہے جو کسی بھی اقتدار کو چیلنج کر سکتی ہے۔ سری لنکا کا واقعہ اس کی سب سے واضح مثال ہے۔ 2022 میں ملک شدید معاشی اور سیاسی بحران کا شکار ہوا۔ غیر ملکی زر مبادلہ کے ذخائر ختم ہو گئے، ایندھن اور ادویات کی قلت نے عوام کی زندگی کو اجیرن بنا دیا، مہنگائی آسمان چھو رہی تھی اور قرضوں کا بوجھ ناقابل برداشت ہو گیا تھا۔ نتیجتاً ہزاروں لوگ سڑکوں پر نکل آئے۔ طاقتور راجپاکشے خاندان جو دہائیوں سے اقتدار پر قابض تھا، عوامی غم وغصے کی زد میں آ گیا۔ مہندھا اور گوٹابایا راجپاکشے کو نہ صرف اقتدار سے ہاتھ دھونا پڑا بلکہ ان کے گھروں کو آگ لگائی گئی اور صدر گوٹابایا کو محل چھوڑ کر فرار ہونا پڑا۔ یہ واقعہ بتاتا ہے کہ معاشی ناکامیوں کو بروقت حل نہ کرنے سے عوامی غصہ کس قدر خطرناک ہو سکتا ہے۔

اسی طرح بنگلہ دیش میں 2024 کے آغاز سے حالات خراب ہو گئے۔ مہنگائی، بے روزگاری اور انسانی حقوق کی مسلسل خلاف ورزیوں کے خلاف طلبہ اور نوجوان سڑکوں پر نکل آئے۔ طلبہ تنظیموں اور اپوزیشن کی حمایت سے یہ احتجاج تشدد پر تشدد ہو گیا، جس کے نتیجے میں وزیر اعظم شیخ حسینہ جنھیں جنوبی ایشیا کی "آئرن لیڈی" کہا جاتا تھا، کو ملک چھوڑ کر بھارت میں پناہ لینی پڑی۔ یہ انقلاب ظاہر کرتا ہے کہ طویل حکمرانی میں بدعنوانی اور جبر عوام کو کس طرح متحد کر دیتا ہے اور طاقت کا غلط استعمال اقتدار کی بنیادیں کس قدر کمزور کر دیتا ہے۔

اب نیپال کی تازہ ترین صورتحال دنیا کے سامنے ہے جہاں نو ستمبر 2025 کو وزیر اعظم کے پی شرما اولی کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ عوامی غم وغصے نے نیپال میں خانہ جنگی کی شکل اختیار کر لی۔ حکومت کی جانب سے سوشل میڈیا پر پابندی کا فیصلہ عوامی ناراضگی کا باعث بنا جسے طلبہ اور نوجوانوں نے سنسرشپ اور بدعنوانی کی پردہ پوشی کی کوشش قرار دیا۔ اس فیصلے نے کٹھمنڈو میں "جنریشن زیڈ احتجاجات" کو جنم دیا جو دیکھتے ہی دیکھتے ملک گیر تحریک بن گیا۔ مظاہرین نے پارلیمنٹ کا گھیراؤ کیا۔ وزراء اور سیاسی رہنماؤں کی رہائش گاہوں پر حملے کئے اور وزیر اعظم کی نجی رہائش گاہ کو آگ لگا دی۔ چند طاقتور وزراء کو دوڑا دوڑا کر پیٹا گیا۔ پولیس اور مظاہرین کے درمیان جھڑپوں میں بیس سے زائد افراد ہلاک اور دو سو پچاس سے زائد زخمی ہو گئے۔ حالات اس قدر بگڑ گئے کہ کٹھمنڈو اور دیگر شہروں میں کرفیو نافذ کرنا پڑا اور فوج کو سڑکوں پر اتارا گیا۔ بالآخر اولی نے صدر رام چندر پوڈیل کو اپنا استعفیٰ پیش کر دیا جس کے بعد صدر راج نافذ ہو گیا۔ حکومت نے صورتحال کا جائزہ لینے کے لیے پندرہ روزہ انکوائری کمیشن تشکیل دیا ہے جبکہ سوشل میڈیا پر پابندی رات گئے ختم کر دی گئی لیکن احتجاج کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ واقعہ ڈیجیٹل دور میں عوامی جذبات کو دبانے کی کوششوں کے سنگین نتائج کو عیاں کرتا ہے۔

مذکورہ تینوں واقعات سے واضح ہوتا ہے کہ جنوبی ایشیا میں عوامی طاقت کو کمزور سمجھنا ایک بہت بڑی غلطی ہے۔ سیاسی رہنماؤں کو چاہیے کہ وہ نظام میں عوام کا اعتماد بحال رکھیں، جمہوری اداروں کو مضبوط کریں اور شفاف و جوابدہ حکمرانی کو یقینی بنائیں۔ معاشی مسائل، بدعنوانی اور نوجوانوں کی مایوسی کو حل نہ کرنے سے عوام کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے جو کسی بھی رہنما کی سیاسی زندگی کو یکدم ختم کر سکتا ہے۔ حکمرانوں کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اقتدار عوام کی طرف سے ایک عارضی امانت ہے اور اسے ضائع کرنے کی قیمت بہت بھاری ہو سکتی ہے۔ اگر بروقت اصلاحات نہ کی گئیں تو ایسے بحران ناگزیر ہیں۔ عوام کی آواز اور ان کے تقاضوں کو کچل کر کوئی بھی حکمران تاریخ کو بار بار دہرانے سے نہیں روک سکتا ہے۔ خود سر اور مطلق العنان حکمران کا انجام وہی ہو گا جو سری لنکا، بنگلہ دیش اور اب نیپال میں دیکھنے کو مل رہا ہے۔

iftikharahmadquadri@gmail.com

خصوصی پیش کش من جانب نیپال اردو ٹائمز

بارگاہ طراب الشعرا ماہر شعر و سخن مخلص العلما حضرت قاری بشیر القادری گلاب پوری جو نعتیہ کلام لکھنے کے ساتھ حالات حاضری کی بہترین عکاسی بھی اپنی شاعری کے انداز میں کیا کرتے ہیں آپ کا گزشتہ کلام جو قارئین کی بارگاہ میں نہایت ہی مقبول رہا ہم اخبار کی جانب سے روز اول سے ہمارا علمی و شعری فکری تعاون فرمانے کے لیے شکر گزار ہیں۔

قارئین کرام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حضرت قاری بشیر القادری گلاب پوری جہاں ایک کہنہ مشق شاعر ہیں وہیں قوم و ملت کے عظیم سرمایہ ہیں، ہم نے جب نیپال اردو ٹائمز کو منظر عام پر لایا تو سب سے پہلے جس ذات نے ہماری کاوش کو سراہا تھا وہ قاری بشیر القادری گلاپوری کی ذات تھی، میرے نائب ایڈیٹر حضرت مفتی کلام الدین نعمانی صاحب قبلہ کے ذریعے جب ہمیں ان کے حوالے سے علم ہوا تو ہم نے ان کی بارگاہ میں پوری ادارتی ٹیم کی جانب سے ہدیہ تشکر پیش کرنا ضروری سمجھا۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف۔
ایئے ایک اور نظم حاضر خدمت کرتے ہیں۔
امید ہے کہ قارئین کرام کو پسند آئے گا۔
نیپال اردو ٹائمز ادارتی ٹیم۔۔۔۔

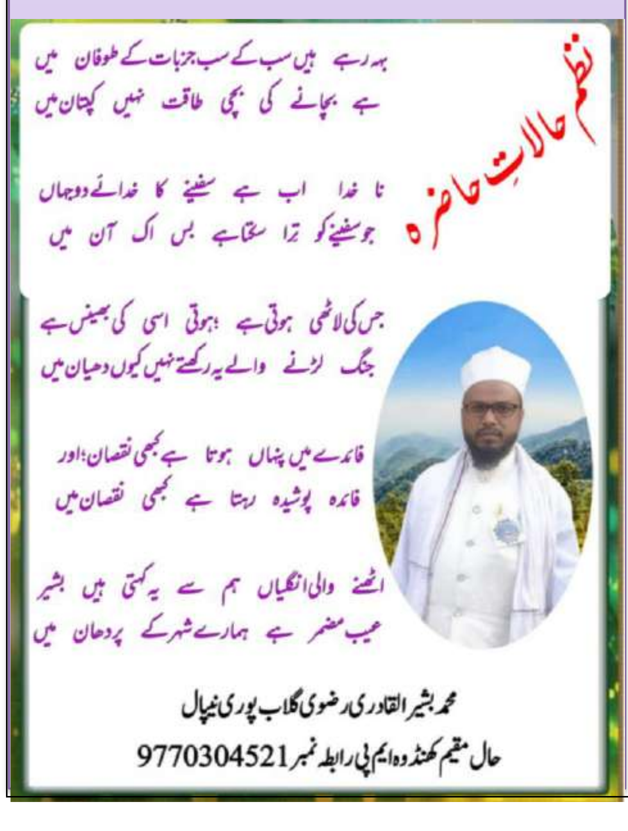

اُردو زبان وادب اور سرزمین سیتامڑھی

شان پریہار پروفیسر محمد گوہر صدیقی،
سابق ضلع پارشد براہی بلاک پریہار ضلع سیتامڑھی ضلع سیتامڑھی صوبہ بہار
9470038099

اُردو زبان وادب کا سرزمین سیتامڑھی سے گہرا تعلق رہا ہے اس مردم خیز سرزمین کے فلک پر نمودار ہونے والے آفتاب و ماہتاب نے جہاں مختلف علمی، صنعتی، اور میکینکل میدانوں میں آپنی کامیابی کا پرچم لہرایا وہیں اُردو زبان وادب کے حوالے سے بھی نمایاں اور گراں قدر خدمات انجام دیئے ہیں، اگر ہم مشترکہ سیتامڑھی جو 1972ء سے پہلے مظفر پور کا حصہ ہؤا کرتا تھا، کی بات کریں تو آس کا دائرہ اور وسیع تر ہو جاتا ہے

سیتامڑھی ضلع کی سرزمیں نے جہاں علامہ محمد مصطفی رضا شبنم کمالی جیسا عالمی شہرتِ یافتہ شاعر و ادیب پیدا کیا وہیں ش مظفر پوری جیسا نامور ادیب وافسانہ نگار، ایوارڈ یافتہ صحافی اور درجنوں کتابوں کا مصنف دیا جن کی حیات وخدمات آور شہرتِ اور شخصیت پر 14 اسکالرز نے p hd کی ڈگری حاصل کیں، اسی سرزمین ہر جہاں عتیق مظفر پوری جیسا بیباک صحافی رونما ہوے وہیں پروفیسر فاروق احمد صدیقی جیسا ادیب ونقاد جلوہ بار ہوا، شاعر اسلام پروفیسر انجم کمالی، علامہ ریحان رضا انجم مصباحی، علامہ غلام زرقانی ازہری اور فی الوقت بین الاقوامی اسکالر ڈاکٹر انظر ہاشمی،

سن 1999ء سے سن 19 اکتوبر 2023ء تک میرے علم کے مطابق سیتامڑھی ضلع میں اردو کی صحافت ونشر اشاعت کی بات کریں تو جناب محترم پھول حسن، ڈاکٹر ساجد علی خاں، ڈاکٹر عبید الرحمن عرف منے، ماسٹر السلام پرویز، این نیازی، طالب حسین آزاد، سراج آحمد، محمد صلاح الدین خان، راقم الحروف گوہر صدیقی، مولانا صدر عالم نعمانی، خالد ہاشمی، محمد آرمان علی، اشتیاق عالم تیمی، محمد شمیم آحمد، جمیل آختر شفیق، مجاہد حسین حبیبی، ضیاء مبارکپوری وغیرہ کا نام قابل ذکر ہے،

وہیں محبان اردو کی بات کریں تو مولانا انوار الحق، ڈاکٹر اعجازِ آحمد، الحاج ماسٹر ایوب جوہر منصوری، اشا پربھات، ماسٹر اشرف علی، راشد فہمی، مولانا اشفاق مصباحی، مولانا علاؤالدین رضوی، غفران راشد، پروفیسر ڈآکٹر ثناءاللہ مصباحی، پروفیسر ڈاکٹر عبدالمنان انصاری، پروفیسر ڈاکٹر فصل الرحمن، پروفیسر ڈاکٹر ارشاد عالم نعمانی، پروفیسر ڈاکٹر ابوالکلام مصباحی، ڈاکٹر صادر رضا رہبرِ، مولانا قمر مصباحی، ڈاکٹر نثار آحمد، پروفیسر نسیمِ آختر فرحت صابری، مولانا وصی حیدر، مولانا شوکت مصباحی، ماسٹر محمد کلیم الدین، ماسٹر قمر عالم محمد قمر آختر، ماسٹر ضمیر الحق، ماسٹر الحاج نور الدین، مولانا غلام ربانی مصباحی، مولانا نور مصطفٰی مصباحی مولانا رضاء الحق قادری، ماسٹر محمد شمیم صدیقی، الحاج محمد شاکر حسین صدیقی مولانا امان اللہ قادری،، مولانا محمد عالم حسین نوری، مولانا محمد ممتاز عالم نوری، مولانا محمد جمال الدین نوری، مولانا ساجد رضا نظامی، ماسٹر ضمیر الحق، ماسٹر فخر الحسن، محمد انوار الحق مجولیا بازار وغیرہ کو بھلایا نہیں جاسکتا،

چند ایسے اسکالرز کے نام جنہوں نے سیتامڑھی ضلع کا نام ہندوستان کے ساتھ بیرون ملک میں روشن کیا۔

01 پروفیسر ڈاکٹر مصطفٰی رضا ربانی مقام اندولی بلاک پریہار ضلع سیتامڑھی صوبہ بہار، اس وقت شارجہ یونیورسٹی میں ہیں اور گوگل اسکالرز کی لسٹ میں انکا نام ایک نمبر پر آتا ہے، اور ملک کے 25 ٹاپر فاتنسیل سائنٹسٹ میں انکا نام 9 نمبر پر آتا ہے، ا

02 پروفیسر ڈاکٹر محمد تنویر رضا حقانی، مقام اندولی بلاک پریہار ضلع سیتامڑھی صوبہ بہار آس وقت یوکرین یونیورسٹی میں

03 پروفیسر ڈاکٹر انظر ہاشمی، موہنی، اس وقت ایشا فیم اسکالر 04 پروفیسر ڈاکٹر محمد ثناء اللہ مصباحی صدر شعبہ اردو گوینکا کالج سیتامڑھی،

05 علامہ عیسیٰ مصباحی مقام بسپیٹھا میجر گنج ضلع سیتامڑھی صوبہ بہار، اسوقت کناڈا میں

06 علامہ پروفیسر ڈاکٹر حسن رضا خان مقام باتھ تھانہ بوکھرا ضلع سیتامڑھی صوبہ بہار جوادرہ تحقیقات عربی فارسی کے ڈائرکٹر رہ چکے ہیں اور ملک ہندوستان میں سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی کی شخصیت پر پہلا p,hd کرنے والے ہیں

05 پروفیسر ڈاکٹر علامہ اشرف الکوثر مقام پوکھریرا بلاک بوکھرا ضلع سیتامڑھی صوبہ بہار آس وقت جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی یونیورسٹی، ا

07 علامہ الحاج ڈاکٹر امجد رضا امجد۔ مقام گنگٹی بلاک پوری ضلع سیتامڑھی صوبہ بہار آس وقت مرکزی ادارہ شرعیہ پٹنہ بہار میں نائب قاضی شرع,

08 علامہ الحاج مفتی احمد حسین برکاتی مقام بکھری بلاک سرسنڈ ضلع سیتامڑھی صوبہ بہار، اس وقت ملک نیپال میں نائب شیر نیپال

09 علامہمفتی الحاج عبدالمنان کلیمی مقام براہی بلاک پریہار ضلع سیتامڑھی صوبہ بہار آس وقت مفتی شہر مرادا باد،

10 علامہ الحاج مفتی محمد حسن رضا نوری مقام باڑا تھانہ بیلا، پریہار۔ صدر مفتی ادارہ شرعیہ پٹنہ بہار

11 علامہ ڈآکٹر ممتاز عالم مصباحی جائے پیدائشی میجر گنج ضلع سیتامڑھی صوبہ بہار آس وقت مفتی اعظم کانپور اور 40 کتابوں کے مصنف جنہیں اجمیر شریف میں سلطان القلم کے ایوارڈ سے نوازا گیا،

12 علامہ الحاج الیاس مصباحی مقام اندولی بلاک پریہار ضلع سیتامڑھی صوبہ بہار اس وقت مدرسہ خانم جان بنارس

13 علامہ الحاج ذکراللہ مکی مقام ڈیھٹی بلاک بتھناہا ضلع سیتامڑھی صوبہ بہار آس وقت پورے ہند ونیپال میں خطیب بے مثال کی حیثیت، ا

14 ماسٹر ظفر الحسن۔ مقام مہسول بلاک ڈمرا ضلع سیتامڑھی صوبہ بہار یونیورسٹی کے ٹاپر اور گولڈ میڈلسٹ رہ چکے ہیں،

15 پروفیسر ڈاکٹر محمد ارشاد عالم مقام پرسا بلاک سرسنڈ آس وقت علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں شعبہ فارسی،

16 پروفیسر ڈاکٹر محمد اصغر علی مقام موجولیا بلاک سرسنڈ ضلع سیتامڑھی صوبہ بہار آس وقت دہلی یونیورسٹی میں، ا

17 پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحیم صافی مقام چاند پٹی بلاک سرسنڈ ضلع سیتامڑھی صوبہ بہار اس وقت جے، پی، یونیورسیٹی چھپرا

18 پروفیسر ڈاکٹر محمد سراج اللہ مقام پرسا بلاک پریہار ضلع سیتامڑھی صوبہ بہار آس وقت سب ایڈیٹر روزنامہ قومی تنظیم پٹنہ

19 پروفیسر ڈاکٹر مولانا ابوالکلام مصباحی
مقام پپرادادن، بلاک سونبرسا، ضلع سیتا مڑھی (بہار) شعبہ فارسی بہار یونیورسٹی مظفر پور

20 پروفیسر ڈاکٹر مولانا ممتاز رضوی مقام بھنسپٹی بلاک رونی سید پور ضلع، سیتامڑھی شعبہ عربی مولانا مظہر الحق عربی فارسی یونیورسٹی پٹنہ، سیتامڑھی

21 پروفیسر ڈاکٹر احمد رضا مقام نوچابلاک پریہار ضلع سیتامڑھی صوبہ بہار آس وقت جموں کشمیر یونیورسٹی

22 حافظ مولانا ماسٹر محمد رضا فراز مصباحی سابق کالم نگار روزناموں انقلاب دہلی مقام براہی، بلاک پریہار ضلع سیتامڑھی صوبہ بہار

23 مولانا عنایت اللہ مصباحی مقام سوتیہارا، پریہار ضلع سیتامڑھی صوبہ بہار

24 استاذ الشعرا پروفیسر فرحت صابری اندولوی،

25۔ ماسٹر ایم آر چشتی جو بہار ترانہ کے خالق ہیں

اگر میں آن تمام لوگوں کے نام کو قرطاس قلم بناؤں جنہوں نے اپنے اپنے طور پر اردو کی خدمات انجام دیں ہیں تو فہرست لمبی ہو جائے گی بہر کیف ا

اُردو کی موجودہ صورت پورے سیتامڑھی سمیت پورے بہار بشمول پورے ہندوستان کی بے انتہا ناگفتہ بہ ہے وہ تو آج مدارسِ اسلامیہ کا احسان ہے کہ آج اردو ہمارے گھروں میں زندہ وتابندہ ہے۔ لہزا ہمیں اس کی لئے سر جوڑ کر بیٹھنے کی ضرورت ہے اور آپنی نئ نسلوں کو اردو زباں وادب سے روشناس کرانے حکومتی سطح سے لیکر عوامی سطح تک کوشش کرنی ہو گی،، ا

جہاں تک میں سمجھتا ہوں اردو زبان کی ترویج واشاعت کے واسطے بہار اردو اکیڈمی، انجمن ترقی اردو فقط مثل زندہ لاش ہے

شائع کردہ علما ف اؤنڈیشن نیپال
ہیڈ آفس لمبنی پردیش نول پراسی نیپال

عکس، معرکہ اور امید

قدرتی حسن سے مالا مال اور ثقافتی ورثے سے بھرپور ملک اس وقت اپنی تاریخ کے ایک نازک موڑ پر کھڑا ہے۔ ہمالیہ کی خاموش چوٹیوں کے دامن میں برسوں سے پنپنے والی سیاسی بے چینی، معاشی دُشواری اور عوامی اضطراب نے حالیہ دنوں وہ صورت اختیار کرلی، جس نے پورے خطے کو متوجہ کر لیا ہے۔ صدیوں پر محیط بادشاہت کے بعد، جمہوریت کی طرف بڑھنے والا یہ چھوٹا سا ملک اب ایک نئ نسل کے ہاتھوں اپنی تاریخ کی سمت از سرِ نو متعین ہوتے دیکھ رہا ہے۔ سوشل میڈیا کی دنیا سے نکل کر گلیوں، بازاروں اور پارلیمنٹ ہاؤس کے دروازوں تک پہنچنے والی آوازوں نے نیپال کی سیاسی فضا میں زبردست ارتعاش پیدا کر دیا ہے۔ یہ کوئی عام احتجاج نہیں تھا، یہ نئ نسل کی طرف سے اپنے مستقبل کی بازیافت کی کوشش تھی۔ ایک نسل جو نہ صرف تعلیم یافتہ ہے بلکہ باشعور بھی، جو روایتی سیاست، جھوٹے وعدوں اور بند دروازوں کے فیصلوں کو اب مزید قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔ Gen Z کے نام سے جانی جانے اس نسل نے وہ کام کر دکھایا جو برسوں سے نہ پارلیمنٹ کر سکی، نہ سیاسی پارٹیاں اور نہ ہی پرانے نظام کے دعوے دار۔

مختصر یہ کہ ناگفتہ بہ حالات رونما ہوئے۔ حالات کی سنگینی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ نیپال کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک خاتون، سابق چیف جسٹس، سوشیلا کارکی، کو عبوری وزیر اعظم مقرر کیا گیا تاکہ وہ آئندہ عام انتخابات ۲۰۲۶ء تک ملک کو سنبھالیں۔ یہ فیصلہ بظاہر ایک وقتی انتظام ہے، مگر اس کے اثرات طویل المدتی ہو سکتے ہیں۔ یہ احتجاج صرف حکومت یا کسی خاص پالیسی کے خلاف نہیں تھا، بلکہ اس پورے نظام کے خلاف تھا جس نے برسوں سے نوجوانوں کو نظر انداز کیا۔ تعلیم یافتہ مگر بے روزگار، باصلاحیت مگر نظر انداز، جڑے ہوئے مگر الگ! نیپال کا نوجوان طبقہ اس تضاد کا شکار ہے جس میں نئی دنیا کی امیدیں اور پرانا نظام آمنے سامنے ہیں۔ معیشت کی بنیاد بیرونِ ملک سے بھیجے گئے ترسیلاتِ زر پر ہے، جو ایک طرف وقتی سہارا ہیں مگر دوسری طرف مقامی صلاحیتوں کے زیاں کی علامت بھی۔ ملک کے اندر صنعتی، زرعی یا ڈیجیٹل شعبے میں روزگار کے مناسب مواقع نہ ہونے کے باعث لاکھوں نوجوان خلیجی ممالک یا بھارت کا رخ کرتے ہیں۔ ان واقعات کے اثرات نیپال کی معیشت پر فوری اور شدید انداز میں ظاہر ہوئے۔ سب سے پہلے سیاحتی شعبہ متاثر ہوا، جو نیپال کی آمدنی کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ ہوٹل، ٹریول ایجنسیاں، گائیڈز، ٹریکرز اور مقامی مارکیٹیں سب مفلوج ہو کر رہ گئیں۔ سرحدی تجارت متاثر ہوئی، خاص طور پر بھارت سے آنے والا سامان بندرگاہوں پر پھنس گیا۔ اشیاے خورد ونوش کی قیمتوں میں بھاری اضافہ ہوا، مہنگائی نے غریب عوام کی کمر دوہری کر دیا، اور بنیادی سہولیات تک رسائی ایک کٹھن مرحلہ بن گئی۔ عبوری حکومت ان مسائل سے نمٹنے کے لیے کوشاں ہے، مگر جب تک سیاسی نظام میں واضح سمت، اعتماد اور عملیت نہیں آئے گی، کوئی بھی قدم عارضی تسلی سے زیادہ نہ ہوگا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نیپال کا مستقبل کیا ہو گا؟ کیا یہ سیاسی بیداری کسی مثبت تبدیلی کا آغاز ہے، یا ایک اور مختصر سانس لینے والی لہر؟ تین ممکنہ راستے ہیں جن پر نیپال کا سفر آگے بڑھ سکتا ہے۔

بہترین صورت میں، اگر عبوری حکومت شفاف انتخابات منعقد کرنے میں کامیاب ہو جائے، اور نئی منتخب حکومت نوجوانوں کی آواز سُنے، معیشت کو جدید تقاضوں کے مطابق ڈھالے اور کرپشن کے خلاف حقیقی اقدامات کرے، تو نیپال ایک نئے دور میں داخل ہو سکتا ہے۔ ایسا نیپال جو ہائیڈرو پاور، ٹیکنالوجی اور سیاحت کے شعبوں میں علاقائی قیادت حاصل کرے اور جس کے نوجوان اپنا مستقبل وطن میں ہی تلاش کریں۔ عالمی سرمایہ کاری بڑھے، بھارت اور چین سے متوازن تعلقات قائم ہوں، اور جمہوری ادارے مضبوط ہو جائیں۔

درمیانی راستے میں، حالات کسی حد تک سنبھل تو جاتے ہیں، لیکن اصلاحات سطحی یا محدود رہتی ہیں۔ انتخابات ہو جاتے ہیں، مگر نتائج پر سوالات اٹھتے ہیں۔ معیشت جزوی طور پر بحال ہوتی ہے، مگر روزگار کے بڑے منصوبے نہیں آتے۔ نوجوانوں کا اعتماد جزوی طور پر بحال ہوتا ہے، مگر مایوسی کا سایہ قائم رہتا ہے۔ یہ صورت حال ایک ٹھہراؤ پیدا کرتی ہے جس میں نہ مکمل ترقی ہوتی ہے، نہ مکمل بگاڑ، بلکہ ایک مسلسل غیر یقینی کیفیت۔

بدترین منظر نامہ وہ ہو سکتا ہے جہاں انتخابات ملتوی یا متنازع ہو جاتے ہیں، احتجاج کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائیاں ہوتی ہیں، اور ریاست دوبارہ ان ہی پرانے سیاسی خاندانوں اور کرپٹ نظام کے ہاتھوں یرغمال بن جاتی ہے۔ سیاحتی شعبہ تباہ، بیرونی سرمایہ کاری بند، نوجوان ملک چھوڑنے پر مجبور اور معاشی گراوٹ ایسی کہ ملک ایک ناکام ریاست کی صورت اختیار کر لے۔ اس صورت میں نہ صرف نیپال اپنے عوام کا اعتماد کھو دیتا ہے بلکہ عالمی برادری میں بھی تنہا رہ جاتا ہے۔

فیصلہ اب نیپالی عوام، اس کی قیادت اور خاص طور پر نوجوان نسل کے ہاتھ میں ہے۔ اگر یہ تحریک صرف ایک وقتی ردِ عمل نہیں بلکہ ایک مستقل بیداری کا اظہار ہے، تو اسے اداروں میں، قانون سازی میں اور پالیسی سازی میں منتقل کرنا ہو گا۔ شفافیت، احتساب، تعلیم، روزگار اور شہری آزادیوں پر توجہ دینی ہو گی۔ نیپال صرف ہمالیہ کی سرزمین نہیں، بلکہ وہ مقام ہے جہاں ماضی کی وراثت، حال کی جدوجہد، اور مستقبل کی امید ایک ساتھ زندہ ہیں۔ اب یہ اسی قوم پر ہے کہ وہ ان امیدوں کو حقیقت میں کیسے ڈھالتی ہے۔

ازہر القادری
۱۷، ستمبر ۲۵

ملک نیپال کا "Gen Z" احتجاج تاریخ کا ایک نیا باب

کہنے والے کہتے ہیں کہ وقت کسی کا غلام نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنی چال اپنے آپ چلتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وقت کا پہیہ کبھی بھی ایک جگہ نہیں رکتا بلکہ وہ مسلسل چلتے رہتا ہے۔ کچھ ایسے ہی نیپال میں حالیہ دنوں جو کچھ ہوا، وہ دراصل اسی گردشِ زمانہ کی ایک جھلک ہے۔ سڑکوں پر اترے ہوئے نوجوانوں نے جس جرات وبے باکی کا مظاہرہ کیا، اس نے برسوں پرانی سیاسی اشرافیہ کی کرسیوں کے نیچے سے زمین کھسکا دی۔ نیپال کی سیاست میں حالیہ دنوں ایک نئی تاریخ رقم ہوئی ہے۔ "جنریشن زی" کے نام سے مشہور نوجوانوں کے احتجاج نے نہ صرف دارالحکومت کاٹھمنڈو کو ہلا ڈالا بلکہ پورے ملک کے سیاسی ڈھانچے کو لرزادیا۔

بہت سے لوگوں کے دل ودماغ میں آتا ہوگا کہ یہ جنریشن زی جس کو "Gen Z" کہتے ہیں آخر ہے کیا چیز تو میں آپ کو بتاتے ہوئے چلوں کہ:

"دنیا بھر میں "زین زی" یا Gen Z ان نوجوانوں کو کہا جاتا ہے جو 1997ء سے 2012ء کے درمیان پیدا ہوئے۔ "یہ وہ نسل ہے جو انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے دور میں پلی بڑھی۔ اظہارِ رائے کی آزادی، فوری رابطہ اور آن لائن دنیا سے جڑے رہنا اس کی فطرت ہے۔ یہی نسل آج نیپال میں تبدیلی کا نعرہ بلند کر رہی ہے۔

احتجاج کیوں ہوا؟؟؟

"جنریشن زی" کا یہ احتجاج بظاہر سوشل میڈیا پر لگائی گئی پابندی کے خلاف تھا، مگر درحقیقت یہ برسوں کے زخموں کا شعلہ تھا۔ نوجوانوں نے محسوس کیا کہ جب ان کے ہاتھوں سے موبائل اور زبانوں سے آواز چھین لی جائے تو یہ ان کی روح پر قدغن ہے۔ مگر اس آگ کو اقربا پروری، کرپشن اور سیاسی خاندانوں کی چمک دمک نے ایندھن کا کام دیا جو عام آدمی کی غربت اور بے روزگاری کے زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف تھا۔

احتجاج کچھ اس طرح زور پکڑا کہ:

15 اگست 2025: حکومت نے سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر سخت قوانین نافذ کرنے کا اعلان کیا۔ نوجوانوں نے اسے آزادیٔ اظہار پر حملہ قرار دیا۔

ستمبر 2025 کے آغاز میں طلبہ اور نوجوانوں نے کرپشن، اقربا پروری اور معیشتی بدحالی کے خلاف ملک گیر احتجاج شروع کیا۔ "Nepo Kids نپو کڈز" یعنی سیاسی رہنماؤں کے عیش و عشرت زدہ بیٹوں اور بیٹیوں کی زندگیوں نے عوامی غصہ اور بڑھادیا۔

5 تا 10 ستمبر 2025: احتجاج پُرتشدد رخ اختیار کر گیا۔ پولیس کی فائرنگ، آنسو گیس اور گرفتاریوں کے باوجود عوامی ریلاں تھمنے کا نام نہ لیتا تھا۔ درجنوں افراد زخمی اور کئی جانیں ضائع ہوئیں۔

11 ستمبر 2025: وزیر اعظم کے۔ پی۔ شرما اولی نے عوامی دباؤ کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے اور استعفٰی دے دیا۔ پارلیمنٹ تحلیل ہوئی پھر اگلے چند دنوں ہی میں فوج اور سکیورٹی فورسز نے گھٹتا ہوا کنٹرول دوبارہ حاصل کیا، عبوری انتظامات کے لیے مذاکرات ہوئے اور سابق چیف جسٹس Sushila Karki کو عبوری وزیر اعظم مقرر/تجویز کیا گیا۔ نئے انتخابات کے لیے مارچ (حتمی تاریخ — مثال کے طور پر 5 مارچ) مقرر کیے گئے۔

شوشل میڈیا پر پابندی کے باوجود بھی احتجاج کچھ اس طرح کورا اور کامیاب ہوا کہ:

Discord، Instagram، TikTok، اور دیگر پلیٹ فارمز کو کوآرڈینیشن، کال-ٹو-ایکشن، اور لائیو اپڈیٹس کے لیے استعال کیا گیا۔ کئی نوجوان گروپس، خاص طور پر Hami Nepal جیسی تنظیمیں سامنے آئیں جنہوں نے آرگنائزنگ اور پبلک نیٹ ورک بنانے میں اہم رول نبھایا۔

میمنگ اور ثقافتی علامات: میمز، ہیش ٹیگز، اور پاپ کلچر کے حوالہ جات (مثلاً "nepo kids" ٹرینڈ) نے پیغام کو بہتر پہنچایا اور نوجوانوں کی شناخت کو یکجا کیا۔

دوران احتجاج جانی ومالی نقصان کچھ اس طرح ہوا کہ:

ابتدائی رپورٹس میں 19 ہلاکتیں بتائی گئیں، بعد کی رپورٹس میں 34، 51 اور بعض ذرائع نے 72 تک ذکر کیا؛ زخمیوں کی تعداد بھی سینکڑوں سے لے کر ہزار تک بتائی گئی۔

عمارتیں و سرکاری املاک مثلاً: پارلیمنٹ، سپریم کورٹ کے اطراف، اور Singha Durbar (وزاراتی کمپلیکس) سمیت کئی سرکاری عمارات اور مقامی دفاتر کو آگ اور توڑ پھوڑ کا سامنا کرنا پڑا۔

جس کی وجہ اتنی قلیل مدت میں ہوٹلز، سیاحت، چھوٹے بزنس اور ایئرلائنز کو نقصان پہنچا — سیاحتی آمد کم ہوئی اور نجی شعبہ نے متاثر ہونے کی اطلاع دی۔ ریٹیل، لاجسٹکس اور روزمرہ کاروبار بھی رکاوٹ کا شکار ہوئے۔

خلاصہ یہ کہ: نیپال کا Gen-Z احتجاج صرف سوشل میڈیا پابندی پر ردِ عمل نہ رہا بلکہ یہ ایک وسیع پیمانے پر غم وغصے کا عروج تھا، جس نے کرپشن، روزگار اور سیاسی شفافیت جیسے مسائل کو ایک ساتھ سامنے لا دیا۔ نتیجے نے فوری طور پر حکومت کو ہٹایا اور عبوری سیاست میں تیزی پیدا کی، مگر طویل مدتی فائدہ تبھی ممکن ہے جب شفافیت، احتساب، اور نوجوان شمولیت کو حقیقی پالیسی بدلاؤ میں تبدیل کیا جائے۔ اور اگرچہ خطرہ ہے کہ یہ بیداری وقتی نہ ہو جائے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ نیپال کی سیاست میں ایک نیا باب کھل گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ باب روشن مستقبل کی طرف لے جائے گا یا پھر پرانی روایات کے اندھیروں میں گم ہو جائے گا؟

تحریر:
محمد رضوان احمد مصباحی
نمائندہ: نیپال اردو ٹائمز
صدر مدرس: مدرسہ مظاہر العلوم صفتہ بستی، راج گڑھ، بارہ دشی ایک، جھاپا، نیپال

سیرت شمع ہدایت: مطالعہ، تبصرہ

تبصرہ نگار: محمد حاتم رضا مرکزی، گجرات

نام کتاب: سیرت شمع ہدایت
مؤلف: مولانا محمد فیضان رضا علیمی
صفحات: ۱۴۴
مکتبہ: مکتبہ واجدیہ، دہلی
تقسیم کار: انجمن خدامِ ملت قلعہ گھاٹ دربھنگہ
قیمت:100
موبائل:8604387933

سیرت صرف کتاب کا موضوع نہیں، یہ دل کی کیفیت ہے۔ صوفیا فرماتے ہیں کہ: ,,سیرت النبی صرف ذخیرۂ الفاظ نہیں، بلکہ ذوق وشوق اور عشق کا دریا ہے,, سیرت کا مطالعہ صرف علم بڑھانے کے لیے نہیں ایمان کو تازہ کرنے کے لیے ہے۔ محض الفاظ پڑھ لینے سے مقصد حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ انسان رسول اللہ ﷺ کے اخلاق، محبت، عاجزی اور انکساری کو اپنے دل میں محسوس نہ کرے۔ اگر سیرت صرف پڑھنے کی چیز ہوتی تو مکہ و مدینہ کے کفار سب کچھ علم رکھتے تھے، مگر وہ ایمان سے محروم رہے، کیوں کہ انہوں نے سیرت کو محسوس نہ کیا۔ مطالعہ عقل سے ہوتا، مگر محسوس دل سے ہوتا ہے۔ دل جب فنا فی سیرت رسول ہو جاتا ہے تو عاشق وفدائی اپنے اخلاق و کردار اور درونی کیفیت میں نور محمدی کی جھلک پاتا ہے۔ ,,دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا,, جب دل میں مصطفوی رنگ رچ بس جاتا ہے تو بندہ ہر حال میں حضور کی سیرت کے آئینے میں اپنے آپ کو دیکھتا ہے۔

ہم عصر قلم کار، ملنسار، دینی ملی خدمت گار، نوجوان عالم وفاضل مولانا فیضان رضا علیمی ایک محنت کش وجفاکش، باصلاحیت اور دانش مند انسان ہیں۔ تحریکی، تعلیمی دونوں میدان میں کارہائے نمایاں انجام دے رہے ہیں۔ بالخصوص تحریری میدان میں عزم واستقلال کے ساتھ بہت کچھ کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں۔,, مختلف رسائل وجرائد میں علمی، سماجی، سیاسی مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اب تک دو درجن سے زیادہ مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ سہ ماہی پیام بصیرت کے مدیر بھی ہیں اور اداریہ بھی لکھتے ہیں۔ ترے جنوں کا خدا سلسلہ دراز کرے,,۔

پیش نظر کتاب ,,سیرت شمع ہدایت,, ۱۴۴ صفحات پر مشتمل، فیضان علیمی کی پہلی پر لطیف تالیف ہے، یہ تروتازہ کتاب موضوع اور اختصار کے اعتبار سے ایک منفرد کتاب ہے۔ کتاب کیا ہے ایک کشکول ہے، انمول ہے، نہ زیادہ جھول ہے۔ کشکول اس لیے ہے کہ اختصار میں رسول اکرم کی ۵۳ سالہ مکی زندگی پر ایک بہترین کاوش ہے۔ اس کتاب میں پندرہ ابواب ہیں اور آخر میں ایک عنوان ,,پیغامات اختتامیہ,, ہے جو عام وخاص سب کے لیے اہم ہے۔ اقتباس دیکھیں: ,,دشمنوں کے ساتھ بھی راست گو، امین، خوش اخلاق اور ان کی مدد کرنے والا رہنا، صادق وامین اور شریف النفس کا لقب مکی زندگی کا سرمایہ ہے۔ نبوت سے پہلے بھی اور بعد میں بھی جھوٹ، دھوکہ، ظلم اور بداخلاقی سے مکمل اجتناب کر کے حضور اکرم نے اخلاق حسنہ کی اعلی مثال پیش کی ہے۔

اس لطیف تالیف کو سیرت کی حیثیت سے ہم ,,زبدۂ مکہ,, بھی کہہ سکتے ہیں۔۔ سیرت کے کسی بھی پہلو کو اختصار کے ساتھ پیش کرنا اتنا آسان نہیں جتنا ہماری انجمادی عقل کہتی ہے۔ سیرت مواد کا سمندر ہے، اس کے بہت سے واقعات، احادیث اور تاریخی پس منظر مختلف کتب سیر وتواریخ میں بکھرے ہوئے ہوتے ہیں اور ان بکھرے ہوئے موتیوں کو صحاح ستہ اور سیرت کی معتبر ومستند کتابوں سے چن چن کر دھاگے میں پیرونے کا تقدیسی کام ایک غواص ہی کر سکتا ہے، سمندر میں صدف ہونے کا علم ہونا اور ہے سمندر کی تہہ میں جا کر صدف کو برآمد کرنا اور ہے۔ اس پس منظر میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ کثرتِ مطالعہ کے بعد مکی زندگی کو تلاش کر کے اختصار کے ساتھ اہم نکات کا خاکہ تیار کرنا بلاشبہہ محنت طلب کام ہے۔ اس سے فیضان علیمی کی مستقل مزاجی بھی سمجھ آتی ہے کہ وہ ایک مستقل مزاج انسان ہیں۔ خلاصہ کرتے وقت ضروری ہے کہ اصل پیغام روح اور اس کی اہمیت برقرار رہے، ورنہ معلومات ناقص یا مبہم ہو جائے گی۔ فیضان علیمی نے مؤلفہ کے ہر باب کو آسان زبان میں سمجھانے کوشش کی ہے۔ کئی باب میں احادیث کریمہ کے فوائد بتائے گئے ہیں جو عام قارئین کے لیے بہت اہم ہیں اس سے باب کی تفہیم میں آسانی ہو گی۔ سیرت کو آسان انداز میں بیان کرنا بھی ایک فن ہے، مکی زندگی صرف واقعات کا سلسلہ نہیں، بلکہ اس میں روحانی، اخلاقی اور اجتماعی پہلو بھی شامل ہیں۔ میں اس مستطاب تالیف کی وکالت نہیں کر رہا ہوں۔,, کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے,, تاہم اتنا ضرور کہوں گا کہ اگر ہو سکے تو اس کتاب کا مطالعہ ضرور کریں کہ: آپ کے ذہن ودماغ میں سرکار علیہ السلام کی مکی زندگی کا خاکہ مستحضر ہو جائے گا۔ پھر جوں جوں سیرت رسول محسوس کرتے رہیں گے، توں توں عشق رسول کی تڑپ بڑھتی رہے گی۔

ایڈیٹر روحانی سائنس کا روحانی کالم

8976289786
Email
:roohanienter
prises2112@
gmail.com

جنات کی صحبت سے حمل قرار پانے کے متعلق چند سوالات
سوال یہ ہے کہ جنات کیا ہیں اور ان کے کیا معاملے ہیں؟ کیا وہ عورتوں سے جسمانی تعلق کرتے ہیں اور جنات کی صحبت سے عورت کو حمل قرار پا سکتا ہے یا نہیں؟ کس حدیث میں یہ ہے؟
فردین نیلر، چمبور ممبئی
وعلیکم السلام!
جنات کی صحبت سے بھی استقرار حمل ہو کر بچہ پیدا ہو سکتا ہے۔
حدیث شریف میں ہے: ان فیکم مغربین قیل : وما المغربون ؛ قال: الذي تشرک فیھم الجن.
سوال نمبر ۲:۔ بغیر دعا کے مجامعت کرنے سے شیطان بھی مجامعت کرتا ہے، کیا یہ درست ہے؟
الجواب: دُعا بغیر کے مجامعت کرنے سے شیطان بھی مجامعت کرتا ہے، ان دونوں سوالوں کے جوابات سامنے رکھتے ہوئے چند مسائل
دریافت طلب ہیں۔
(۱) پہلے سوال کے جواب میں جو حدیث نقل کی ہے، یہ کسی کتاب میں ہے؟ اس حدیث کا ترجمہ اور مطلب کیا ہے؟
(۲) جنات کی صحبت سے استقرار حمل خرق عادت ہے یا فطری ہے؟
(۳) یہ بات شادی شدہ اور کنواری دونوں طرح کی عورتوں کو شامل ہے، یا صرف شادی شدہ کو؟ دوسرے سوال کے جواب سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ شادی شدہ عورت سے بغیر دعا کے مجامعت کرنے سے شیطان بھی مجامعت کرتا ہے، اس سے تو شیطان کی صرف شرکت ثابت ہوتی ہے لیکن پہلے سوال کے جواب سے تو مطلق معلوم ہوتا ہے۔
(۴) کنواری عورتوں سے جن کی صحبت سے حمل قرار پا کر بچہ پیدا ہو سکتا ہے، تو کیا انسان کا بچہ ہو گا یا جن کا بچہ ہو گا؟ اس سے کنواری عورتوں کی عصمت پر جو حرف آتا ہے عوام اس کا یقین
نہیں کرے گی، تو اس کو کیسے دور کیا جائے گا؟
(۱) یہ حدیث شریف ابوداؤد شریف جلد ثانی، ص: ۴۹۴، باب في المولود یؤذن في اذنہ کے تحت نقل کی گئی ہے۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں: عن عائشة قالت : قال لی رسول اللہ ﷺ : بل رأی فیکم المغربون، قلت: وما المغربون قال: الذي یشترک فیھم الجن (ابوداؤد، کتاب الادب، باب ماجاء في المولود یؤذن في أذنہ النسخۃ الھندیۃ ام: ۴۹۴، دار السلام رقم: ۵۱۰۷)
ترجمہ: یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی نیا تم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: کہ تم میں مغربون دیکھے گئے ہیں۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مغربون" کون لوگ ہیں؟ تو حضور صل المان مسلم نے ارشاد فرمایا: کہ وہ لوگ ہیں جن میں جنات شریک ہو جاتے ہیں۔ اور حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ مغربون سے مراد وہ لوگ ہیں جو جماع کے وقت ذکر اللہ یعنی مسنون دعا پڑھنا بھول جاتے ہیں اور جنات و شیطان ان کے ساتھ جماع میں شریک ہو جاتے ہیں۔ دوسرا مطلب محدثین نے یہ بیان کیا ہے کہ مغربون سے مراد وہ لوگ ہیں جو انسان و جنات کے نطفہ مشترک سے پیدا ہوتے ہیں: اس لیے اس میں اجنبی رگ جن کی داخل ہو کر مشترک ہو گئی۔ (بذل المجھود شرح ابوداؤد، کتاب الادب باب ماجاء في المولود لاذن في اذانہ، مکتبہ کسی سہارنپور ۵/۳۰۲، دار احیاء التراث العربی ۱۳/۵۰۰، عون المعبود، کتاب الادب، باب ما جاء في المولود یة ذن في اذنہ، مکتبہ دار الکتاب العربی بیروت ۴/۴۸۸) اس حدیث شریف میں بغیر دعا کے جماع کرنے سے جو خرابی پیدا ہوتی ہے، اس کو ظاہر کر کے دعا پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔
(۲) قاضی بدرالدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الشبلی التوفی ۷۲۹ھ نے اپنی کتاب اکام المرجان في غرائب الاخبار واحکام الجان میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ قبیلہ جیل کی ایک باندی سے ایک جن نے زنا کیا اور اس زنا سے باندی کو استقرار حمل ہو گیا۔ اس کے بعد جن نے اس باندی سے نکاح کا پیغام دیا، تو باندی کے مالک نے محض حرام اولاد سے بچنے کے لیے جن سے اس باندی کا نکاحکر دیا۔ کتاب کی عبارت اس طرح ہے: حدثنا الأعمش: حدثني شیخ من بجیل، قال: علق رجل من الجن جاریة لنا. ثم خطبھا الینا، وقال: الی أکرہ أن أنال منھا محرما، فزوجناھا منہ الخ (اکام المرجان في غرائب الاخبار واحکام الجان: ۸۲)
مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ جنات کی صحبت سے استقرار حملہ فطری ہے، خرق عادت نہیں ہے۔ (۳) یہ بات کنواری اور شادی شدہ دونوں عورتوں کو شامل ہے، شادی شدہ عورت میں بوقت جماع کرنے کی وجہ سے اور کنواری میں جن کے لڑکی پر عاشق ہو جانے اور اس سے جماع کرنے کی وجہ سے۔
(۴) کنواری اور بے شوہر عورتوں کو جنات کی صحبت سے حمل قرار پا سکتا ہے۔ اور بچہ انسان ہی شمار ہو گا، یا کوئی اور شکل بھی اختیار ہو سکتی پا سکتا ہے، اس میں عام طور پر عورت بے اختیار اور مجبور ہوتی ہے؟ اس لیے شرعا عورت پر کوئی انتہام والزام اور سزا مرتب نہ ہو گی۔ عن طارق بن شھاب، قال عمر: ان المرأۃ متعبدۃ فحملت فقال عمر: أراھا؛ قالت: من اللیل تصلی المجلس العلمی ۷/۴۰۹، رقم: ۱۳۸۸۴)
مخشعت، فسجدت، فأتاھا غاو من الغواۃ فتحشھما فاتۃ فحدثتہ بذلک سواء فخلی سبیلھا. (مصنف عبدالرزاق عورت چونکہ خود اپنی پاکدامنی کو چاہتی ہے لیکن عوام اس کا اعتبار نہیں کرے گی ؟ اس لیے ابتدا حمل میں اسقاط کرا دے۔
عارف بابا سیلانی نیو ممبئی مہاراشٹرا۔ انڈیا نوٹ: برائے کرم کوئی صاحب فون کال نا کریں واٹس ایپ پر ہی میسیج ڈال دیں۔
آپ کے روحانی سوالات اور میرے جوابات۔
واٹس ایپ نمبر +897628978691Emai
l:roohanienterprises2112@gmail.
com

صوفی محمد اسحاق تونگری برکاتی ہمیشہ عبادت وریاضت میں مصروف رہا کرتے تھے

مولانا زین العابدین برکاتی
سنت کبیر نگر (اخلاق احمد نظامی)
نیپال اردو ٹائمز

اسلام ایک ہمہ گیر مذہب ہے جس کے دو نظام ہیں، ایک ظاہری نظام جس کا نام شریعت ہے، دوسرا باطنی نظام جو ایک روحانی نظام ہے جس کو طریقت کہتے ہیں۔ شریعت قانون الٰہی ہے جو ایک مسلمان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لئے ایک ضابطہ حیات اور دستور العمل ہے، جس میں عبادت کے ظاہری ارکان سے لے کر معاشی اور سیاسی طریقہ کار کا تعین ہے جس پر چل کر نظام ملی کو برقرار رکھا جا سکتا ہے، اور اپنی زندگی قانون الٰہی کے مطابق بسر کر کے توشہ آخرت فراہم کیا جا سکتا ہے۔ شریعت ہر خاص و عام کے لئے یکساں حکم اور قانون رکھتی ہے، جس میں کسی طرح کے ردّ و بدل کی گنجائش نہیں ہے۔ اسلام کا روحانی اور باطنی نظام جسے طریقت کہتے ہیں اس کا تعلق نیتِ خیر اور جذبہ صادق سے ہے، اس طریقہ پر چل کر عبادت میں خشوع وخضوع پیدا ہوتا ہے جس سے تزکیہ باطنی اور صفا قلب کے اوصافِ حمیدہ پیدا ہوتے ہیں اور بنیادی
اعتقاد توحید، رسالت اور میعاد پر یقین کامل پیدا ہو کر عرفانیت کی منزلیں نصیب ہوتی ہیں، جس کے بعد ایک مسلمان ""مومن"" کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے، ایک مومن کا دل امراضِ روحانی بغض، حسد، کینہ، انتقام، عداوت سے خالی ہو کر، اس میں خوفِ خدا، صلہ رحمی، ایثار، قربانی کی صفات پیدا ہوتی ہیں، طریقت سے ہی معرفت اور حقیقت کے رازہائے سربستہ قلبِ مومن پر منکشف ہوتے ہیں، معقولات و منقولات کے ذریعہ معرفت الٰہی حاصل کرنے والوں کو متوکلین کہتے ہیں اور اس علم کا نام علم کلام ہے۔ تزکیہ باطن صفائی قلب حاصل کرنے کے بعد جب وجدان کے ذریعے معرفت حاصل کی جاتی ہے اور اذکار و اشغال اور مراقبے اور توجہ الی الحق کی یکسوئی پیدا ہو جاتی ہے تو عشق الٰہی کا جذبہ قلبِ مومن میں موجزن ہوتا ہے جس کے بعد عین الیقین اور حق الیقین کے درجات حاصل ہوتے ہیں اس علم کو تصوف کہتے ہیں اور اس علم کے جاننے والے اور اس پر عمل کرنے والے متصوفین کہلاتے ہیں جس کے ایک فرد کو صوفی کہتے ہیں۔ جب طریقت نے ایک علم کی حیثیت اختیار کرلی تو اس کا نام فلسفہ قرار پایا تصوف در حقیقت الٰہیات کا علم ہے جس کی معرفت وجدان ہوتی ہے یہ علم کتابوں سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اہل کشف کو یہ علم سینہ بسینہ حضور سرورِ کائنات حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہنچا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اب تک چلا آرہا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم روحانی کی تعلیم براہ راست امام الاولیاء حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو ملی اور تمام اولیائے کے مولا اور امام قرار پائے، اسی منصب روحانی کا نام امامت تامہ ہے اور ولایت کبریٰ ہے جو در اصل امامت ابراہیمیؑ ہے، جو حضرت مولائے کائنات اور آپ کی اولاد کو عطا ہوئی اسی سلسلہ امامت اور ولایت کو صوفیائے کرام سلسلۃ الذہب کہتے ہیں جو صوفیاء کی اصل اور سرچشمہ ہے اور صوفیاء کے تمام سلاسل پر اسی سلسلۃ الذہب کو فضیلت حاصل ہے جیسا کہ مشہور صوفی حضرت خواجہ فرید الدین عطارؒ کا ارشاد ہے یہ امامت وولایت روحانی منصب ہے جس کا تعلق نظام ظاہری سے نہیں ہے۔
والد محترم صوفی محمد ابراہیم قادری برکاتی کہتے ہیں کہ فقیر دو قسم کے ہوتے ہیں ایک مجذوب دوسرا سالک مجذوب، مجذوب کی نظر ہر وقت لوح محفوظ پر رہا کرتی ہے اور سالک مجذوب ایک دنیا دار فقیر ہوتا ہے اس کے باوجود سالک مجذوب کا درجہ انتہائی اعلیٰ ہوتا ہے اس لیے جو کام سالک مجذوب کر دیں گے وہ مجذوب نہیں کر سکتے صوفی محمد اسحاق صاحب رحمتہ اللہ علیہ مجذوب سالک تھے وہ انتہائی متقی و پرہیز گار اور اعلیٰ صفات کے مالک تھے ان کے والد واجد علی شاہ بھی ایک سالک فقیر تھے اپنی پوری زندگی صوفی محمد اسحاق صاحب رحمت اللہ علیہ اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے رہے ان کا دنیا سے کوئی واسطہ نہیں ہر وقت عبادت و ریاضت میں مصروف رہا کرتے تھے صوفی محمد اسحاق صاحب برکاتی پیر طریقت حضرت علامہ الحاج صوفی سخاوت علی قادری برکاتی خلیفہ حضور سید العلماء واحسن العلماء علیہ الرحمہ مارہروی و بانی مرکزی درسگاہ دارالعلوم برکاتیہ مؤید الاسلام شہر پنچایت مگھر سنت کبیر نگر کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ رہا یہی وجہ ہے کہ دونوں حضرات کچھ دنوں تک

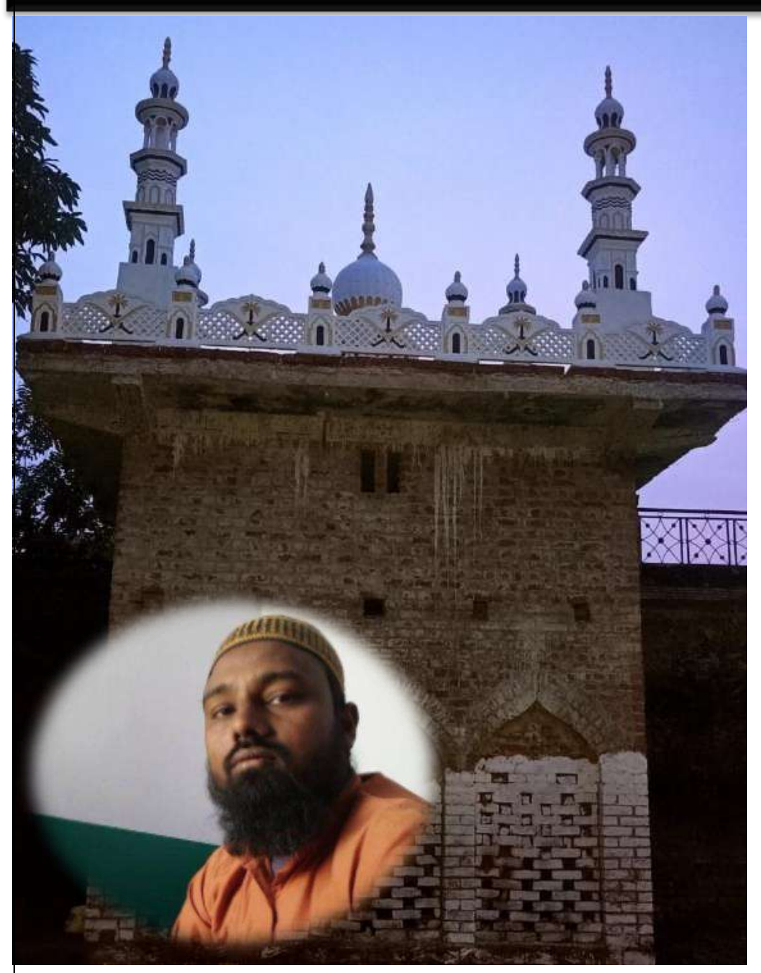

ٹانڈہ امبیڈکر نگر میں واقع حضرت گوہر علی شاہ کے مزار پر انوار پر عبادت اور ریاضت میں مصروف رہے اس کے بعد مگھر کے راجہ کوٹ میں سید مجید شاہ کی کٹی جہاں ایک کنواں تھا وہ کنواں آج بھی موجود ہے وہاں دونوں حضرات رات میں عبادت وریاضت میں مصروف رہا کرتے تھے جو لوگ آپ کے پاس آتے انہیں دعا کرتے اس طرح مخلوق خدا فیضیاب ہوتے رہتے صوفی محمد اسحاق تونگری برکاتی کا سلسلہ تونگری تھا آپ کو سید تونگر علی شاہ جھونسی شریف الہ آباد سے بیعت حاصل ہے بعد میں سید آل مصطفی رحمۃاللہ علیہ سے بھی بیعت وارادت حاصل کی اس لئے آپ تونگری کے ساتھ برکاتی بھی کہلائے آپ آج سے 26 برس قبل 28 ربیع الاول کو اپنے مالک حقیقی سے جا ملے ان کے جانشین لائق وفائق لخت جگر حافظ محمد صغیر برکاتی خلیفہ حضور محبوب الاولیاء رحمۃاللہ علیہ اپنے والد محترم صوفی محمد اسحاق صاحب برکاتی رحمتہ اللہ علیہ کا عرس پاک اور جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم و نعتیہ مشاعرہ کا انعقاد ہر سال بڑے دھوم دھام سے کرتے ہیں اللہ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ حافظ صغیر احمد برکاتی خلیفہ حضور محبوب الاولیاء کو عمر خضر عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

چھٹا عرس حضور نبیل ملت مبارک ہو

پریس ریلیز
نیپال اردو ٹائمز

بہار، ضلع سیوان کی مشہور و معروف بستی حسن پورہ میں خانقاہ عالیہ حیدریہ کی جانب سے پیر طریقت رہبر راہ شریعت حضرت علامہ الحاج سید شاہ نبیل احمد حیدر القادری علیہ الرحمہ کا سالانہ عرس مقدس ہر سال کی طرح امسال بھی 20/ستمبر 2025 بروز سنیچر چھٹا عرس حضور نبیل ملت علیہ الرحمہ بڑے ہی تزک و احتشام کے ساتھ منایا جا رہا ہے، جس کی سرپرستی پیر طریقت صاحب سجادہ حضرت علامہ سید ناھید احمد حیدر القادری صاحب، اور نظامت نبیرۂ حضور نبیل ملت حضرت مولانا عاکف ازہری حیدری صاحب فرمائیں گے۔

عرس مقدس کی تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں، اب دیوانوں کو اس تاریخ کا انتظار ہے جس دن پوری بستی حسن پورہ شریف، حضور نبیل ملت کے فیوض و برکات سے پر حسن و پر کیف ہونے والی ہے۔

یہ وہی حضور نبیل ملت ہیں، جنہوں نے اپنے علم و فضل و کمالات سے ایک عالم کو فیض یاب کیا ہے، جنہوں نے اہل سنت و جماعت کی بیش بہا خدمات زندگی بھر انجام دی، جنہوں نے کئی گمراہوں کو راہ حق سے منسلک فرمایا، جنہوں نے عوام و خواص میں

اپنے خصوصی کمالات کی بنیاد پر اعلی مقام حاصل کیا، جن کے مریدین و متوسلین کی تعداد لاکھوں میں موجود ہیں، جن کے فیوض و برکات سے ہندوستان کے کئی اضلاع اور نیپال کی کئی بستیوں کے افراد مالا مال ہوئے ہیں۔

یہ ساری معلومات حضرت مولانا اظہار الدین حیدری بنوٹا، مہوتری نیپال نے نیپال اردو ٹائمز کے نمائندہ کو دی۔

نیپال اردو ٹائمز کی پوری ٹیم کی جانب سے ہم عالم اسلام کو عرس حضور نبیل ملت کی مبارک بادی پیش کرتے ہیں۔

از: محمد کلام الدین نعمانی مصباحی
، بنوٹا، مہوتری
نائب ایڈیٹر نیپال اردو ٹائمز

ڈاکٹر تبسم آراء کی تصنیف کردہ کتاب "انشائیہ نگار خواتین آزادی کے بعد"

از قلم: سہیل ساحل،
مدیر، اہل قلم، لکھنؤ۔

اردو ادب کے لئے نہ صرف ایک کامیاب اثاثہ ہے بلکہ خواتین کی ادبی خدمات اور ان کی انشائیہ نگاری کے فکری اذہان پر مبنی ایک نادر و نایاب تحقیقی نمونہ بھی ہے۔ یہ کتاب جہاں ایک طرف ادبی دنیا میں خواتین انشائیہ نگاروں کی خدمات کو اجاگر کرتی ہے وہیں دوسری طرف یہ ایک فکری تحریک کی پیش رو بھی نظر آتی ہے۔ آزادی کے بعد کے تاریخی اور سماجی پس منظر میں ڈاکٹر تبسم آراء نے خواتین کی تحریری جدوجہد کو نہایت باریک بینی سے بیان کیا ہے تاکہ قارئین خود احاطہ کرلیں کہ کس طرح خواتین نے سماج کے بندھے ٹکے اصولوں اور ضابطوں کی دہلیز لانگھ کر اپنے فکری اظہار کو آزاد فضا میں سانس لینا سکھایا۔

بتاتا چلوں کہ کتاب کی مرکزی کڑی خواتین کی انشائیہ نگاری ہے جو آزادئ ہند کے بعد کے عہد میں ترقی کی نئی راہیں ہموار کرتی ہے۔ میں نے جب کتاب کا مطالعہ کیا تو بیشک میں مصنفہ کی اس رائے کا قائل ہو گیا کہ آزادی کے بعد کی نسوانی قلمکاروں نے اپنے ان مضامین میں صرف جذبات و خیالات کا اظہار نہیں کیا بلکہ اپنے قلم کے ذریعے انہوں نے معاشرتی بے راہ روی اور ناخواندگی پر تحریری چابک کسا ہے، نیز اصلاح معاشرہ کا بھی فریضہ انجام دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب عورت کی فکری آزادی، اجتماعی شعور اور تخلیقی قوت کو عملی جامہ پہناتی ہوئی نظر آتی ہے۔

کتاب میں مختلف خواتین انشائیہ نگاروں کی تخلیقات کا نہایت منظم اور گہرائی سے تجزیہ کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر تبسم آراء نے ہر انشائیہ نگار کی تحریر کو موضوع کی حساسیت، اسلوب تحریر کی ادبی نزاکت، فکری جدت اور سماجی اثرات کی روشنی میں پرکھا ہے۔ انہوں نے یہ واضح کیا ہے کہ ہر انشائیہ نہ صرف ایک ادبی تخلیق ہے بلکہ ایک فکری دستاویز بھی ہے جو معاشرتی حقیقتوں کو بیان کرتا ہے۔

کتاب میں خواتین کے مختلف سماجی مسائل جیسے تعلیمی عدم مساوات، خاندانی پابندیاں، طبقاتی تفریق، معاشرتی دھمکیاں اور سیاسی محرومیاں وغیرہ کو نہایت جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ مصنفہ کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے یہ موضوعات مختلف زاویے سے پیش کئے ہیں تاکہ قاری نہ صرف ماضی کی جھلک دیکھ سکے بلکہ موجودہ دور کی فکری پیچیدگیوں پر بھی روشنی پڑے۔ خوش آئند بات یہ ہے کہ اس کتاب کے ہر باب میں مصنفہ نے حوالہ جات، تاریخی پس منظر، اقتباسات اور علمی دستاویزات کا عمدہ امتزاج شامل کیا ہے جو تحقیق کی گہرائی اور مضبوطی کو اجاگر کرتا ہے۔ کتاب کی خاص خوبی اس کا تفصیلی تجزیہ ہے کہ کس طرح خواتین نے آزادی کے بعد اپنے تحریری انداز سے معاشرتی رکاوٹوں کو عبور کیا۔ ڈاکٹر تبسم آراء نے نہایت مہارت سے یہ بیان کیا ہے کہ خواتین انشائیہ نگاروں نے اپنی تحریر کو ایک علمی، سماجی اور فکری تحریک کے طور پر استعمال کیا تاکہ قاری کو نہ صرف مسائل کی حقیقت سے آگاہ کیا جائے بلکہ ان کے حل کی سمت بھی رہنمائی فراہم کی جائے۔

تحریری جدوجہد کے دوران خواتین نے موضوعات کی وسعت کو اس انداز سے اپنایا کہ ہر مسئلہ زندگی کی ایک حقیقت کی مانند سامنے آیا۔ خواتین کی تحریروں میں تعلیم کی اہمیت، سماجی برابری، آزادئ رائے، اخلاقی ذمہ داری، انسانی حقوق اور جدید دور کی پیچیدگیاں شامل ہیں۔ ڈاکٹر تبسم آراء نے ان سب موضوعات کو نہایت سلیقے سے ترتیب دیا ہے تاکہ قاری ہر انشائیے میں ایک نیا زاویہ حاصل کر سکے۔ مطالعے کے بعد میں وثوق کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ مصنفہ نے اس کتاب کی تحقیق میں علمی معیار کی بھرپور پاسداری کی ہے۔ حوالہ جات کا درست استعمال، علمی کتابوں اور تحقیقی مقالات کی مدد سے موضوع کی وضاحت اور ہر نظریے کی تائید کے لیے مستند دستاویزات کا حوالہ دیا جانا اس کی تحقیق کی مضبوطی کو ظاہر کرتا ہے۔ زبان نہایت سلیس اور رواں ہے، جو قاری کو بآسانی اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔ تحریر میں ادبی نزاکت اور منطقی ترتیب کے ساتھ علمی استدلال بھی شامل ہے، جو اسے تحقیقی کتاب ہونے کے ساتھ ساتھ ایک فکری سفر بھی بنا دیتی ہے۔

مجموعی طور پر "کتاب انشائیہ نگار خواتین آزادی کے بعد" اردو ادب میں خواتین کی ادبی خدمات کو دستاویزی شکل میں محفوظ کرنے اور ان کی فکری جدوجہد کو اجاگر کرنے میں ایک نہایت اہم مقام رکھتی ہے۔ یہ کتاب نہ صرف اردو ادب کے طلبہ و طالبات، اساتذہ اور محققین کے لیے قیمتی ذریعہ علم ہے بلکہ ہر علم دوست شخص کے لیے بھی ضروری مطالعہ ہے جو معاشرتی شعور اور فکری ترقی کی گہرائیوں میں جانا چاہتا ہے۔ ڈاکٹر تبسم آراء کی یہ تصنیف معاشرتی ترقی اور فکری بیداری کی سمت روشن کرتی ہے اور قارئین کو معاشرتی تبدیلی کے لیے عملی سوچ اپنانے کی دعوت دیتی ہے۔

مذکورہ کتاب ڈاکٹر تبسم آرا کی ایک نمایاں تحقیقی تصنیف ہے جو انشائیہ نگار خواتین کے ادبی سفر، خدمات اور ان کے انفرادی و اجتماعی تجربات پر روشنی ڈالتی ہے۔ اس کتاب میں خاص طور پر آزادی کے بعد کے دور میں لکھنے والی خواتین کی ادبی خدمات کو نہایت گہرائی سے پیش کیا گیا ہے۔ تبسم آرا نے خواتین انشائیہ نگاروں کی تحریروں کو محض ادبی زاویے سے نہیں دیکھا بلکہ انہیں ایک سماجی، تاریخی اور فکری تناظر میں بھی پرکھا ہے۔

کتاب کا بنیادی موضوع خواتین کے اظہار خیال کی آزادی، معاشرتی رکاوٹوں اور ادبی جدوجہد کی عکاسی ہے۔ تبسم آرا نے مختلف انشائیہ نگار خواتین کے اسلوبِ تحریر، ان کے خیالات، ادبی تحریکات اور ذاتی تجربات کا انتہائی فصاحت و بلاغت کے ساتھ تجزیہ کیا ہے۔ کتاب میں ان خواتین کی تحریروں کے فنی اقدار، ان کے موضوعات اور اسلوب بیان پر خاصہ زور دیا گیا ہے تاکہ قاری کو ان کی جدوجہد اور ادبی خدمات کا مکمل ادراک ہو سکے۔

کتاب میں شامل انشائیہ نگار خواتین کے انفرادی تجربات کو سماجی و سیاسی پس منظر سے جوڑا گیا ہے تاکہ یہ واضح ہو کہ آزادی کے بعد خواتین کی تحریر میں کیا تبدیلیاں آئیں اور کس طرح ان کی تحریریں سماجی شعور بیدار کرنے میں مددگار ثابت ہوئیں۔ تبسم آرا نے اس تحقیق کو نہایت علمی انداز میں ترتیب دیا ہے اور کثیر حوالہ جات، مستند تحقیقی مواد اور متنوع مثالوں سے کتاب کو جامع بنایا ہے۔

کتاب "انشائیہ نگار خواتین آزادی کے بعد" ایک تحقیقی و تنقیدی مطالعہ ہے جو آزادی کے بعد کے دور میں اردو انشائیہ نگار خواتین کی ادبی خدمات، ان کے اسلوب، خیالات اور جدوجہد کا احاطہ کرتی ہے۔ یہ تحقیق خواتین کے اظہارِ خیال، ادبی میدان میں ان کی شرکت اور ان کی سماجی و سیاسی شعور کی ترقی پر مبنی ہے۔

مختصر یہ کہ مجھے یہ کتاب نہایت معلوماتی اور تحقیقی لحاظ سے پر اثر لگی۔ تبسم آرا نے موضوع کی گہرائی سے تحقیق کی ہے اور خواتین انشائیہ نگاروں کی تحریروں کو ایک علمی فریم ورک میں پیش کیا ہے جو قاری کے لیے نہایت قابل استفادہ ہے۔ کتاب پڑھتے ہوئے اندازہ ہوتا ہے کہ خواتین نے کس حد تک ادبی میدان میں اپنی جگہ بنائی اور اپنی آواز کو معاشرتی رکاوٹوں کے باوجود بلند کیا۔ یہ کتاب خاص طور پر تحقیق پسند افراد، طالبعلموں، اساتذہ اور خواتین کی ادبی خدمات کے مطالعہ میں دلچسپی رکھنے والوں کے لیے ایک لازمی مطالعہ ہے۔

میری نظر میں تبسم آرا کی یہ کتاب اردو ادب میں خواتین کے کردار کی ایک قیمتی دستاویز ہے جو آنے والی نسلوں کے لیے بھی راہنما ثابت ہو گی۔ مصنفہ کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ اُنکے قلم کو مزید توانائی بخشے۔ آمین

لوگ کیا کہیں گے ؟ ایک فکری و سماجی المیہ

از قلم انیس الرحمن حنفی رضوی بہرائچ شریف استاذ و ناظم تعلیمات جامعہ خوشتر رضائے فاطمہ گرلس اسکول سوار ضلع رامپور یوپی

مکرمی ہمارے معاشرے میں ایک ایسا جملہ رائج ہے جس نے نہ صرف افراد کی زندگی کو جکڑ رکھا ہے بلکہ ان کے خوابوں، فیصلوں اور خوشیوں پر بھی پہرے بٹھا دیے ہیں۔ وہ جملہ ہے: "لوگ کیا کہیں گے؟"۔ یہ فقرہ چھوٹا سا ہے لیکن اس کے اثرات بہت وسیع اور گہرے ہیں۔ اسی ایک جملے نے ہمارے نوجوانوں کی جرأتِ فکر کو دبا دیا، ہمارے علماء و ائمہ کی آزادانہ تبلیغ کو محدود کر دیا، اور ہمارے گھروں میں خوف و دباؤ کی فضا قائم کر دی۔ حقیقت یہ ہے کہ معاشرہ ہمیشہ کچھ نہ کچھ کہتا رہے گا۔ انسان چاہے نیکی کرے یا برائی، ہر حال میں رائے زنی اور تنقید کا نشانہ بنے گا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے اہلِ ایمان کی صفت یہ بیان فرمائی ہے:

"وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ"

(سورۂ مائدہ، آیت 54) یعنی وہ ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔

پس اصل پیمانہ لوگوں کی رائے نہیں بلکہ اللہ کی رضا ہے۔ لوگ کیا کہیں گے؟" کی نفسیاتی اور سماجی بنیاد یہ سوچ انسانی فطرت کے اس پہلو سے جڑی ہے کہ انسان فطری طور پر دوسروں کی رائے کو اہمیت دیتا ہے۔ مگر جب یہ رجحان اعتدال سے بڑھ جائے تو ایک نفسیاتی بیماری بن جاتا ہے۔ اس کے چند اہم پہلو درج ذیل ہیں:

1. ہم رنگی کا رجحان: لوگ سمجھتے ہیں کہ اکثریت جو کر رہی ہے، وہی درست ہے، لہٰذا وہی اپنانا چاہیے۔
2. بدنامی کا خوف: معاشرتی دباؤ کی وجہ سے افراد اپنے درست فیصلے ترک کر دیتے ہیں۔
3. خاموشی کا چکر: بہت سے لوگ حق جانتے ہیں مگر بولنے سے ڈرتے ہیں کہ کہیں بدنام نہ ہو جائیں۔ 4. اجتماعی وہم: ہر شخص یہ سمجھتا ہے کہ باقی سب ایک مخصوص رائے رکھتے ہیں، لہٰذا وہ بھی چپ ہو جاتا ہے۔ یہ تمام عوامل فرد کی شخصیت کو کمزور، اس کی خود اعتمادی کو مجروح، اور اس کی نیت کو ریاکاری کی طرف دھکیل دیتے ہیں۔

شرعی نقطۂ نظر

اسلام کی بنیاد اس اصول پر ہے کہ بندہ اپنے رب کے سامنے جواب دہ ہے، نہ کہ لوگوں کے سامنے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ"

(سورۂ مائدہ، آیت 44)

ترجمہ: لوگوں سے نہ ڈرو، بلکہ مجھ سے ڈرو۔

اسی طرح فرمایا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ"

(سورۂ نساء، آیت 135)

یعنی عدل پر قائم رہو اور اللہ کے لیے گواہی دو خواہ وہ گواہی تمہارے اپنے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ"

(صحیح بخاری)

ترجمہ: جب تمہارے اندر حیا باقی نہ رہے تو پھر جو چاہو کرو۔

یہ تمام نصوص اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ اصل معیار "اللہ کی رضا" ہے، نہ کہ لوگوں کی خوشنودی۔

علماء، فارغین اور ائمہ پر اثرات

یہ جملہ "لوگ کیا کہیں گے؟" خاص طور پر دینی حلقوں میں زیادہ کارفرما نظر آتا ہے۔

1. علمی و تحقیقی میدان: نئے فارغین بعض اوقات حساس موضوعات پر تحقیق یا اظہارِ رائے سے گریز کرتے ہیں کہ کہیں معاشرے یا کمیٹی کو ناگوار نہ گزرے۔ 2. خطبات و دروس: ائمہ مساجد اپنی تقاریر میں ان مسائل پر گفتگو کرنے سے بچتے ہیں جن پر اصلاح کی ضرورت ہے، صرف اس خوف سے کہ نمازی یا محلہ والے اعتراض نہ کریں۔
3. سماجی فیصلے: شادی بیاہ، تعلیم اور معاشی معاملات میں اکثر لوگ اپنی مرضی کے بجائے محض معاشرتی دباؤ کے تابع ہو جاتے ہیں۔

یہ رویے نہ صرف فرد کی دینی بصیرت کو کمزور کرتے ہیں بلکہ معاشرے کو بھی جمود کا شکار بنا دیتے ہیں۔

شرعی اصول اور عرف کا توازن

فقہ کا مشہور قاعدہ ہے:

"العرف معتبر مالم یخالف الشرع"

یعنی عرف معتبر ہے جب تک کہ وہ شریعت کے خلاف نہ ہو۔

یہاں واضح ہو جاتا ہے کہ عوامی رائے یا

معاشرتی دباؤ شریعت کا معیار نہیں بن سکتا۔ اگر کوئی عمل شریعت کے موافق ہے تو اسے محض "لوگ کیا کہیں گے" کی بنا پر ترک کرنا درست نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی عرف

عملی نقصانات

شریعت سے متصادم ہو تو اسے اختیار کرنا ناجائز ہے خواہ معاشرے میں وہ کتنا ہی رائج ہو۔

"لوگ کیا کہیں گے" کی سوچ کے چند بڑے نقصانات درج ذیل ہیں:

1. روحانی نقصان: نیت کا اخلاص متاثر ہوتا ہے، ریاکاری اور دکھاوے کا رجحان بڑھتا ہے۔
2. فکری نقصان: علمی آزادی ختم ہو جاتی ہے، سطحی مسائل پر زور بڑھ جاتا ہے، تحقیق واجتہاد کمزور ہو جاتے ہیں۔
3. سماجی نقصان: اصلاحِ احوال کی کوششیں دم توڑ دیتی ہیں، حق بات دب جاتی ہے۔
4. نفسیاتی نقصان: انسان مسلسل دباؤ اور خوف میں رہتا ہے جس سے ذہنی سکون اور خود اعتمادی ختم ہو جاتی ہے۔
5. معاشی نقصان: افراد اپنی معاشی آزادی کو کھو کر محض دوسروں کی خوشنودی کے لیے غلط فیصلے کر بیٹھتے ہیں۔

سیرت اور تاریخ کے نمونے

انبیاء علیہم السلام کی زندگی اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ وہ ہمیشہ لوگوں کی مخالفت کے باوجود حق پر ڈٹے رہے۔

امام احمد بن حنبلؒ نے "محنۃ القرآن" کے دور میں ظلم سہ لیا مگر حق سے پیچھے نہ ہٹے۔

امام ابو حنیفہؒ نے منصبِ قضا قبول نہ کیا تاکہ دین کی آزادی برقرار رہے۔ امام مالکؒ نے فرمایا: "ہر شخص کی بات لی بھی جا سکتی ہے اور رد بھی کی جا سکتی ہے سوائے نبی کریم ﷺ کے۔" یہ تمام مثالیں اس حقیقت کو اجاگر کرتی ہیں کہ حق گوئی اور استقلال کی قیمت بسا اوقات ملامت اور تکالیف ہوتی ہے مگر یہ راہ ہی اصل کامیابی کی راہ ہے۔

عملی لائحۂ عمل

اب سوال یہ ہے کہ اس سوچ سے نجات کیسے حاصل کی جائے؟ اس کا جواب درج ذیل اقدامات میں پوشیدہ ہے:

فردی سطح پر

1. نیت کو درست کر کے ہر عمل کو اللہ کی رضا کے لیے خالص کیا جائے۔
2. اپنے اصول اور حدود طے کر لیے جائیں کہ کن امور پر سمجھوتہ ممکن نہیں۔
3. علمی اور دعوتی ذمہ داریوں کو حکمت کے ساتھ ادا کیا جائے، مگر حق بات کو ترک نہ کیا جائے۔
4. معاشی خود کفالت کی طرف توجہ دی جائے تاکہ دوسروں کا دباؤ کم ہو۔
5. تنقید کو علمی انداز میں سنا اور پرکھا جائے، اور بلاوجہ کی باتوں کو نظرانداز کیا جائے۔

ادارہ جاتی سطح پر

1. مساجد اور مدارس میں امام و کمیٹی کے درمیان واضح اصول طے ہوں تاکہ بلاوجہ مداخلت نہ ہو۔
2. اصلاح کے معیار مقبولیت نہیں بلکہ مؤثریت ہو۔
3. غیبت، بدگمانی اور بے جا اعتراض کے سدباب کے لیے شفاف نظام بنایا جائے۔
4. ائمہ اور اساتذہ کے لیے تربیتی نشستیں منعقد کی جائیں تاکہ وہ عصرِ حاضر کے مسائل کو حکمت سے حل کر سکیں۔

معاشرتی سطح پر

1. والدین اور سرپرستوں کو یہ شعور دیا جائے کہ فیصلے اللہ کی رضا اور عقلِ سلیم کے مطابق ہونے چاہئیں، نہ کہ صرف معاشرتی دباؤ کے مطابق۔
2. نوجوانوں کو یہ تعلیم دی جائے کہ اصل معیار "اللہ کیا چاہے گا" ہے، "لوگ کیا کہیں گے" نہیں۔

مکرمی "لوگ کیا کہیں گے" دراصل ایک فکری قید ہے جو انسان کو اس کی اصل شخصیت اور مقصودِ حیات سے دور کر دیتی ہے۔ جبکہ قرآن و سنت کی تعلیم یہی ہے کہ مؤمن اپنی زندگی اللہ کی رضا اور اپنی اصولی قدروں کے مطابق گزارے۔ لوگوں کی رائے کبھی ختم نہیں ہوگی، لیکن مؤمن کے لیے اصل کامیابی یہ ہے کہ وہ اپنے رب کے سامنے سرخرو ہو۔

تماشائیوں کی پرواہ چھوڑ کر اپنی کہانی کا ہیرو بننا ہی اصل زندگی ہے۔

دارین اکیڈمی میں مزید پندرہ یتیم بچوں کی کفالت اور تعلیم کا اعلان

نیپال اردو

دارین اکیڈمی جمشید پور کے بانی معمار ملت حضرت مفتی عبد المالک مصباحی و اراکین یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی محسوس کر رہے ہیں کہ غریبوں کے آقا، یتیموں کے مولی، بیواؤں کے طلبا حضور احمد مجتبیٰ، پیارے مصطفیٰ ﷺ کے پندرہ سو سالہ جشن ولادت کے موقع پر اکیڈمی کے خاص سیکشن سائبان جسے عام زبان میں دارین یتیم خانہ بھی کہا جاتا ہے کی جانب سے مزید پندرہ نادار یتیم بچوں کی کفالت بالکل مفت کی جائے گی۔ دارین اکیڈمی کے اعلیٰ معیار کے مطابق انھیں ساری سہولیات فراہم کی جائیں گی نیز ہر مہینے انھیں وظیفہ یعنی اسنا سپینڈ stipend بھی دیا جاتا ہے۔ ایسے بچوں کو اکیڈمی میں حافظ قرآن یا عالم دین کے ساتھ میٹرک کی تعلیم دی جائے گی۔ اگر ان کے گارجین چاہیں تو مزید تعلیم بھی دی جا سکتی ہے۔ واضح رہے کہ دارین اکیڈمی کا یہ شعبہ دو سالوں سے کام کر رہا ہے اس میں پہلے ہی سے چند نادار یتیم بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں جن کی ساری ذمہ داری اکیڈمی کے سر ہے۔ الحمدللہ یہاں بچوں کی عزت نفس کا اس حد تک خیال رکھا جاتا ہے کہ اکیڈمی کے چند مخصوص ذمہ داران کے علاوہ عام اساتذہ اور دیگر طلبا کو یہ پتہ نہیں ہے کہ کون بچہ سائبان کے تحت علم حاصل کر رہا ہے۔ ادارے میں داخلہ کے لیے شرط یہ ہے کہ بچے کی عمر نو سال سے گیارہ سال کے درمیان ہو۔ شاید آپ کے علم میں یہ بات ہو کہ دارین اکیڈمی جمشید پور ایک ایسا ادارہ ہے جو خاص طور سے یوپی ایس سی اور میڈیکل جیسی اعلیٰ تعلیم کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ الحمدللہ ! ادارہ اپنے اہداف کی طرف تیزی سے گامزن ہے۔ اس موقع پر ادارہ کے صدر الحاج ماسٹر اتالیق صاحب، نائب صدر الحاج ماسٹر ظفر اقبال احمد ممبر جناب قیصر اقبال صدیقی، اور صدر مدرس مفتی محمد بدر عالم نظامی وغیرہ موجود تھے۔ آپ حضرات سے مزید دعاؤں کی درخواست ہے۔

رپورٹ: ڈاکٹر محمد نعمت اللہ مالکی، مصباحی میکس دہلی۔
۔۔موبائل 8934914609

شائع کردہ علما فاؤنڈیشن نیپال
لمبنی پردیش نول پراسی نیپال

سوشل میڈیا کی دنیا میں مسلم نوجوانوں کا کردار ایک اسلامی زاویہ

بقلم محمد عادل ارریاوی

قارئین کرام! ہر دور کی ایک پہچان ہوتی ہے کبھی قلم وکتاب کا زمانہ تھا کبھی ریڈیو اور ٹی وی کا دور آیا اور آج ہم ڈیجیٹل دور میں جی رہے ہیں جہاں سوشل میڈیا انسان کی زندگی کا لازمی حصہ بن چکا ہے خاص طور پر نوجوان نسل جو امتِ مسلمہ کا سرمایہ اور مستقبل ہے اس کے اثرات سے براہِ راست متاثر ہو رہی ہے ایسے میں یہ جاننا بے حد ضروری ہے کہ اسلام ہمیں اس تیز رفتار ڈیجیٹل دنیا میں رہتے ہوئے کیا رہنمائی دیتا ہے اور نوجوان کس طرح اپنی دینی واخلاقی شناخت کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔

اس وقت ایس آئی او کے وابستگان تمام کے تمام اُس نسل سے تعلق رکھتے ہیں جسے ڈجیٹل نیوز کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ نسل جس نے کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے ماحول میں آنکھ کھولی اور اس ماحول سے پیدائشی طور پر مانوس ہے۔ چنانچہ یہ فطری ہے کہ اُن کے وقت کا بڑا حصہ کمپیوٹر انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر گزرتا ہے۔ اس طرح انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا اب ہمارے تنظیمی کلچر کا ایک اہم جزو بن چکا ہے۔ سرگرمیوں کا بڑا حصہ سوشل میڈیا پر انجام پانے لگا ہے۔ سوشل میڈیا کے ذریعہ ہم ایک دوسرے سے بھی جڑتے ہیں اور سماج سے بھی تعلق قائم کرتے ہیں۔ ہماری فکری دینی اور تنظیمی تربیت میں بھی اس کا رول ہے اور ہماری دعوت اور پیغام کی اشاعت میں بھی علمی و فکری کاموں کے لیے بھی ہم اسے استعمال کرتے ہیں اور جہد کاری احتجاج اور رائے عامہ کی ہمواری کے لیے بھی۔

سوشل میڈیا بلاشبہ اسلام کے داعیوں کے لیے ایک بڑی نعمت بھی ہے۔ ایک داعی حق کی سب سے بڑی آرزو یہی ہو سکتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچے۔ اس کے پیغام کی اللہ کے ہر بندہ تک رسائی ہو۔ وہ جو کہنا چاہتا ہے اسے دنیا کا ہر آدمی سنے۔ سوشل میڈیا نے داعی حق کی اس آرزو کی تکمیل کر دی ہے۔

آج سے تیس چالیس سال پہلے اہل اسلام کو یہ شکوہ تھا کہ ماس میڈیا پر بڑے بڑے سرمایہ دار قابض ہیں۔ سرمایہ دارانہ استعمار ساری دنیا میں اسلام کو اپنے لیے رکاوٹ سمجھتا ہے چنانچہ دنیا ٹی وی کے اسکرین پر اسلام کے مخالفین کو ہی دیکھتی ہے۔ اخباروں میں انہی کو پڑھتی ہے۔

جہاں سوشل میڈیا سماجی تبدیلی سماج میں بیداری لانے اور لوگوں کو کسی بڑے مقصد کے لیے متحرک و مجتمع کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے وہیں بعض ماہرین اس کو سماج میں رکاوٹ بھی قرار دیتے ہیں۔ آج بھی کتنے لوگ ہیں جو کسی احتجاجی جلسہ میں آنے پر جلسہ کی لائیو اسٹریمنگ دیکھ لینے کو ترجیح دیتے ہیں۔ آن لائن پیٹیشن کو سائن کر کے ان کا ضمیر مطمئن ہو جاتا ہے کہ احتجاج کا حق ادا ہو گیا۔ بہت سے لوگوں کے لیے سماجی کاز بھی سوشل میڈیا پر اپنی سماجی پوزیشن بہتر بنانے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ سچ پوسٹ کرنے والے کی دلچسپی اس بات سے کم ہوتی ہے کہ کتنے لوگ اس کے مقصد اور اس کی دعوت سے متفق ہوئے دلچسپی کا مرکز یہ ہوتا ہے کہ کتنے لوگوں نے اس کی پوسٹ کو لائک کیا؟ کتنے کمنٹ آئے کتنے شیر ہوئے۔ آج فیس بک کے استعمال کرنے والوں کی تعداد دو بلین ہو چکی ہے۔ یعنی فیس بک اگر کوئی ملک ہوتا تو دنیا کا سب سے بڑا ملک ہوتا۔ گویا انسانیت کے بہت بڑے حصہ تک اپنی بات پہنچانا انتہائی آسان ہو گیا ہے۔ اس طرح سوشل میڈیا نے بے آوازوں کو آواز بخشی۔ اس بات کو ممکن بنایا کہ اگر پیغام میں طاقت اور کشش ہے تو وہ وسائل اور دولت کے سہارے کے بغیر محض اپنی اندرونی کشش اور طاقت کے بل پر پھیلے اور اثر انداز ہو۔ یہ اسلام اور اہل اسلام کے لیے بہت بڑا موقع ہے۔ اہل اسلام کی اصل طاقت پیغام کی طاقت ہے۔ ان کے پاس خدا کا پیغام ہے جو بے پناہ کشش اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس طرح سوشل میڈیا نے اس اصل طاقت کو بروئے کار لانے کے مواقع کئی گنا بڑھا دیے ہیں اور امکانات کی ایک وسیع دنیا کے دروازے کھول دیے ہیں لیکن یہ تصویر کا ایک رخ ہے تصویر کا دوسرا رخ کیا ہے؟ اس کی وضاحت درج ذیل حقائق سے ہوتی ہے۔

انٹرنیٹ کے شروع کے سالوں میں مسلمانوں نے انٹرنیٹ پر تیزی سے اچھی جگہ بنالی تھی۔ گزشتہ دہے کے ختم تک بھی کئی اسلامی سائٹس دس مقبول ترین مذہبی سائٹس میں شامل ہوتی رہیں۔ اسلامی تحریک سے وابستہ نوجوانوں نے بھی انٹرنیٹ پر فعال سرگرمی شروع کر دی تھی۔ لیکن پھر اس کے بعد منظر نامہ تیزی سے بدلنے لگا۔ انٹرنیٹ پر نہایت متعصب اسلام دشمن سائٹس بڑے وسائل کے ساتھ سرگرم ہونے لگیں۔ آج صورت حال یہ ہے کہ اسلام سے متعلق کسی بھی موضوع کو آپ سرچ کرتے ہیں تو بڑی تعداد میں پہلے صفحہ پر اسلاموفوبک سائٹس ہی نظر آتی ہیں۔ نیوز پیپرز ڈسکشن فورم یا سوشل میڈیا میں اسلام سے متعلق کوئی بھی موضوع چھڑتا ہے تو آنا فانا شدید مخالفانہ پوسٹوں کا سیلاب آجاتا ہے۔ مغلظات اور گالی گلوچ سے لے کر سنجیدہ لیکن سخت تنقیدوں تک ہر سطح کی مخالفانہ پوسٹ آنے لگتی ہیں۔ یہ صورتحال عالمی سطح پر بھی ہے اور ہمارے ملک میں بھی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس کام کے لیے منظم نیٹ ورک لگے ہوئے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں اہل اسلام کی سوشل میڈیا سرگرمی کا جب ہم تجزیہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ زیادہ تر درج ذیل اقسام سے متعلق ہے۔

نامحرم خواتین سے ضروری فاصلہ رکھیے۔ یاد رکھیے کہ نامناسب اختلاط جس طرح حقیقی زندگی میں ممنوع ہے اسی طرح آن لائن زندگی میں بھی ممنوع ہے۔ مناسب حدود کا لحاظ رکھتے ہوئے علمی فکری تحریکی مقاصد کے لیے سنجیدہ تبادلہ خیال وتبادلہ معلومات یقینا غلط نہیں ہے لیکن اگر یہ سلسلہ آگے بڑھ کر بے تکلف بات چیت ہنسی مذاق چھیڑ چھاڑ تبادلہ تصاویر خانگی امور و معاملات پر غیر ضروری گفتگو وغیرہ کی حدود میں داخل ہونے لگے تو سمجھ لیجئے کہ شیطانی چالیں کامیاب ہونے لگی ہیں۔ جو بات بھی لکھئے یا کسی اور کو فارورڈ کیجئے تو تحقیق کر لیجئے۔ حدیث میں ہے کہ آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ وہ سنی سنائی بات بغیر تحقیق کے دوسروں تک پہنچادے۔ یاد رکھئے کہ سوشل میڈیا ایک طاقتور ذریعہ ابلاغ ہے۔ اس پر لکھے اور بولے جانے والے لفظ لفظ کا جتنا بڑا اثر ہے اتنی ہی زیادہ جواب دہی ہے۔ ہمیں ہر لفظ کا خدا کے حضور جواب پیش کرنا ہے۔ مش کیجئے کہ سوشل میڈیا پر بھی کوئی آپ کا مربی ہو جو آپ کی پوسٹ اور آن لائن سرگرمی پر نظر رکھے۔ بروقت ٹوکے بہتری کے لیے ضروری مشورے دے۔ خود جس کی سرگرمی کو آپ اپنے لیے ماڈل بنائیں اور جہاں بھی کوئی الجھن در پیش ہو اس سے بے تکلف مشورہ کر سکیں۔ اسی طرح ہمیں ایک دوسرے کے لیے تواصی بالحق کا فریضہ انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر بھی انجام دینا ہے۔ اگر ہم ایک دوسرے کی کمزوریوں پر بروقت ذاتی طور پر متوجہ کرتے رہیں اور انجام دیتا ہے۔ الزام ایک دوسرے کی تر صالح لی سرگرمیوں اور اس کے مواقع کی طرف ایک دوسرے کی نشاندہی کریں تو اس طرح کی باہمی تعاون سے بھی بہت سی غلطیوں سے اور غلط رویوں سے بچنا ممکن ہو جاتا ہے

تعلیمی، روحانی وفلاحی خدمات کے فروغ کے لیے علما مشائخ بورڈ کی اہم ملاقات

(دی وائس آف ازہری، پوروانچل، یوپی)

نیپال اردو ٹائمز

آج ایک نہایت اہم اور مثبت ملاقات کا اہتمام ہوا جب علما فاؤنڈیشن نیپال کے صدر حضرت مولانا سید غلام حسین مظہری صاحب قبلہ نے اپنی ٹیم کے ہمراہ آل انڈیا علماء مشائخ بورڈ، پوروانچل یوتھ ونگ کے صدر حاجی سید افضال صاحب قبلہ سے علما مشائخ بورڈ کی نوتنواں مہراج گنج (یوپی) برانچ میں ملاقات کی۔ اس ملاقات کا مقصد تعلیمی، روحانی، فکری، فلاحی اور رفاہی خدمات کے فروغ کے حوالے سے گہرائی سے تبادلہ خیال کرنا تھا تاکہ موجودہ دور کے چیلنجز کا مثبت، مستند اور جامع حل پیش کیا جاسکے۔

ملاقات کے دوران حضرت مولانا سید غلام حسین مظہری صاحب نے اپنے قیمتی خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ آج کے پیچیدہ دور میں علمی وروحانی تربیت کی اہمیت اور ضرورت اس سے پہلے کبھی اتنی شدید نہیں تھی۔ انہوں نے زور دیا کہ نوجوان نسل کی فکری تربیت، اخلاقی بیداری اور رہنمائی کے لیے علما مشائخ بورڈ کا کردار نہایت کلیدی اور غیر متزلزل ہے۔ مولانا مظہری صاحب نے اس امر پر بھی تاکید کی کہ معاشرتی ہم آہنگی کے قیام، باہمی محبت، صلح وآشتی کے فروغ اور فرقہ وارانہ انتشار کو ختم کرنے کے لیے دین اسلام کی سچے پیغام کو عام کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

حاجی سید افضال صاحب قبلہ نے بھی اپنی گفتگو میں بتایا کہ پوروانچل یوتھ ونگ نوجوانوں کو دینی تعلیم کے ساتھ جدید علوم سے ہم آہنگ کرنے کی پالیسی پر کاربند ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ تنظیم مسلسل علمی نشستوں، تربیتی ورکشاپس، روحانی مجالس، صحت کیمپوں اور فلاحی سرگرمیوں کا انعقاد کرتی ہے تاکہ معاشرتی ترقی اور یکجہتی کی راہ میں مثبت کردار ادا کیا جاسکے۔

اس موقع پر دونوں فریقین نے آئندہ کے لیے مربوط اور عملی لائحہ عمل پر بھی تفصیلی گفتگو کی۔ خاص طور پر تعلیمی اداروں کی تعمیر، مفت دروس کی فراہمی، یتیموں کی سرپرستی، صحت کی کیمپیں، غربت کے خاتمے کے پروگرامز اور دیگر رفاہی اقدامات پر تفصیلی منصوبہ بندی کی گئی تاکہ عملی سطح پر مثبت نتائج حاصل کیے جاسکیں۔ حضرت مولانا سید غلام حسین مظہری صاحب نے خصوصی طور پر تاکید کی کہ چپقلش، نفرت، حسد اور سماجی انتشار جیسے منفی رویوں کو ختم کرنے کے لیے تعلیمی و فکری پروگرامز کو ترجیح دی جائے تاکہ نوجوان اپنی فکری صلاحیتوں کو تعمیری انداز میں استعمال کرتے ہوئے معاشرتی بیداری اور ترقی میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔

یہ ملاقات علمی وروحانی اتحاد کی ایک شاندار مثال کے طور پر سامنے آئی، جو ظاہر کرتی ہے کہ علما مشائخ بورڈ وقت کی نبض کو سمجھتے ہوئے ہر سطح پر علمی، روحانی اور فلاحی خدمات کو مربوط انداز میں آگے بڑھا رہا ہے تاکہ معاشرتی فلاح اور امن قائم کیا جاسکے۔

یہ اطلاع ماسٹر شمیم اشرفی، نمائندہ آل انڈیا علماء مشائخ بورڈ نے پریس ریلیز کی صورت میں میڈیا کو فراہم کی تاکہ عوامی سطح پر اس اہم اقدام سے آگاہی دی جاسکے اور علم، فلاح اور انسانیت کی خدمت کے لیے مثبت قدم اٹھائے جاسکیں۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر۔

ابو خالد قاسمی

اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کی رہنمائی کے لئے انبیاء کرام اور رسولوں کو مبعوث فرمایا جو شرک و بدعت میں ڈوبی ہوئی انسانیت کو صراطِ مستقیم سے ہمکنار کرتے، اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بندوں تک پہنچاتے، اس سلسلہ نبوت کی آخری کڑی خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ ہیں، آپ ﷺ ایک داعی، معلم، محسن ومربی بن کر آئے، جس طرح آپ ﷺ کے فضائل و مناقب سب سے اعلیٰ اور اولیٰ ہیں اسی طرح آپ ﷺ کی امت کو بھی اللہ رب العزت نے اپنے کلام پاک میں "امت وسط" کے لقب سے نوازہ ہے، اسلام نے اپنی دعوت و تبلیغ اور امت کے قیام وبقاء کے لئے اساس اولین ایک اصول کو قرار دیا ہے جو "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے، دعوت الی الخیر، برائی سے روکنا اس امت کا خاصہ اور دینی فریضہ ہے، جب ہر فرد اپنے حقیقی مشن "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کو پہچانتے ہوئے عملی جامہ پہنائے گا تو ایک پر امن، باہمی اخوت اور مودّدت کا مثالی معاشرہ تشکیل پائے گا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسلامی قوانین میں سے دو اہم قانون ہیں، قرآن کریم نے اس فریضہ کے بارے میں کافی تاکید کی ہے، صرف اسلام ہی نہیں بلکہ دوسرے ادیان آسمانی نے بھی اپنے تربیتی احکام کو جاری کرنے کے لئے ان کا سہارا لیا ہے، لہٰذا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تاریخ بہت پرانی ہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر انبیاء کی روش اور نیک کردار افراد کا شیوہ اور طریقۂ کار ہے.

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا معنی:

امر یعنی فرمان اور حکم دینا، نہی یعنی روکنا اور منع کرنا،

معروف یعنی پہچانا ہوا، نیک، اچھا، منکر یعنی ناپسند، ناروا اور بد.

اصطلاح میں معروف ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جو اطاعت پروردگار اور اس سے تقرب اور لوگوں کے ساتھ نیکی کے عنوان سے پہچانی جائے، اور ہر وہ کام جسے اللہ سبحانہ وتعالی نے برا جانا ہے اور اسے حرام قرار دیا ہے اسے منکر کہتے ہیں.

اس وقت دنیا میں مسلمان کس قدر بے راہ روی کا شکار ہیں وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے، خود گناہوں کی طرف دعوت دے رہے ہیں، بہت سے مسلمان شیطان کے ایجنٹ بنے ہوئے ہیں، سودی کاروبار کو فروغ دیا جارہا ہے، کھیل کود کے ایسے آلات ایجاد کر لئے گئے جو سراسر اسلام کے خلاف اور اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے والے ہیں، جگہ جگہ سینما گھر، فلمی اڈے، جوئے کے اڈے، ہیروئن منشیات کے اڈے، شراب خانے، گلی، محلوں اور بازاروں میں ٹی وی، وی سی آر اور کیبل کے ذریعہ فحاشی پھیلانے کی کوششیں، اب نت نئے ڈیزائینوں کے کیمرہ والے موبائل، بڑے بڑے سائن بورڈوں میں خواتین کی ننگی تصویریں، شادی بیاہ ودیگر پروگراموں میں مرد وعورتوں کا مخلوط ماحول، اسی طرح کالج یونیورسٹیوں میں لڑکے اور لڑکیوں کا بے تحاشا اختلاط، اس جیسے سینکڑوں اعلانیہ گناہوں میں مسلمان معاشرہ مبتلا ہو گیا ہے، نیز خلاف شرع رسم ورواج کی پابندی، آپس میں ظلم وستم، چوری، ڈاکہ، جھوٹ، غیبت، بہتان باندھنا، الزام تراشی، خود غرضی، بداخلاقی، بدگمانی، بدزبانی، زناکاری، گانا سننا سنانا وغیرہ دیگر بہت ظاہری و باطنی گناہوں میں انفرادی واجتماعی طور پر ابتلائے عام ہے،

ہر مومن بندے کی دو طرح کی ذمہ داریاں بنتی ہیں:

امر باالمعروف کا فریضہ

(1) ایک تو خود اعمال صالحہ کا ارتکاب کرے، اور دوسروں کو بھی نیک کام کے کرنے کا حکم دے، ہر قسم کے گناہوں سے اجتناب کرنے کی کوشش کرے، جہاں کہیں گناہ کا کام ہو جائے تو فوری طور پر توبہ استغفار کرے اور گناہوں سے پاک وصاف ہونے کی کوشش کرے،

نہی عن المنکر کا فریضہ

(2) اس کے ساتھ ہر مسلمان کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ دوسرے مسلمان کو گناہوں سے روکنے کی کوشش کرے.

یہ کام انفرادی واجتماعی دونوں طرح انجام دیا جانا ضروری ہے،

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلۡتَكُن مِّنكُمۡ أُمَّةٌ يَدۡعُونَ إِلَى الۡخَيۡرِ وَيَأۡمُرُونَ بِالۡمَعۡرُوفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنكَرِ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُونَ. (آل عمران: ۱۰۴) ترجمہ: تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو نیکی کی طرف لوگوں کو بلائے اور ان کو بھلائی کا حکم کرے اور برائی سے روکے، وہی فلاح پانے والے ہیں. دوسروں کو برے کاموں سے روکنے کے درجات میں ہر شخص پر اپنی استطاعت وقدرت کے مطابق یہ ذمہ داری ادا کرنا لازم ہے. قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من رأى منكم منكرا فليغيره بيده، فان لم يستطع فبلسانه، فان لم يستطع فبقلبه، وذلك اضعف الايمان. (مسلم: ۱۷۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص تم میں سے کسی منکر ناجائز کام کو اپنے سامنے ہوتا ہوا دیکھے تو چاہیے کہ اس کو اپنے ہاتھ سے بدل ڈالے (یعنی بزور طاقت برے کام کو روک دے) پس اگر اتنی طاقت نہ رکھے تو زبان سے منع کرے (کہ غلط اور گناہ کے کام ہیں، باز آجاؤ) اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو (بلکہ زبان سے روکنے میں فتنے کا بھی اندیشہ ہو تو پھر) اپنے دل سے (اس کو برا جانے) اور یہ کمزور ایمان ہے. یعنی ایمان کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ بری بات کو صرف دل سے برا جانتا رہے اور اگر دل سے بھی اس کو برا نہ سمجھا تو پھر ایمان کہاں رہا؟ (مسلم شریف)

نہی عن المنکر نہ کرنے والے علماء کی مذمت

قال اللہ تبارک وتعالیٰ: ﴿لَوۡلَا يَنۡهَىٰهُمُ الرَّبَّٰنِيُّونَ وَالۡأَحۡبَارُ عَن قَوۡلِهِمُ الۡإِثۡمَ وَأَكۡلِهِمُ السُّحۡتَ لَبِئۡسَ مَا كَانُواْ يَصۡنَعُونَ﴾. (المائدة: ۶۳)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ان کو مشائخ اور علماء گناہوں کی بابت کہنے سے (یعنی جھوٹ بولنے سے) اور حرام مال کھانے سے کیوں منع نہیں کرتے، واقعی ان کی یہ عادت بری ہے کہ اپنا فرض منصبی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ بیٹھے، قوم کو ہلاکت کی طرف جاتا ہوا دیکھتے ہیں اور ان کو نہیں روکتے، اس آیت کے آخری جملہ بہت ہی قابل غور ہے "لبئس ما كانو ا يصنعون".

ان علماء ومشائخ کا برائیوں سے نہ روکنا بہت بری حرکت ہے، ان بدکاروں کے اعمال بد سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے.

مفسر قرآن شیخ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس آیت کا حاصل یہ ہوا کہ جس قوم کے لوگ جرائم اور گناہوں میں مبتلا ہوں گے اور ان کے علماء اور مشائخ کو یہ بھی اندازہ ہو کہ ہم روکیں گے تو یہ باز آجائیں گے، ایسے حالات میں اگر کسی لالچ یا خوف کی وجہ سے ان جرائم اور گناہوں سے نہیں روکتے تو ان کا جرم اصل مجرموں، بدکاروں کے جرم سے بھی زیادہ سخت ہے.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مشائخ اور علماء کے لئے پورے قرآن میں اس آیت سے زیادہ سخت تنبیہ کہیں نہیں ہے، اور امام تفسیر حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ برے علماء اور مشائخ کے لیے یہ آیت سب سے زیادہ خوف ناک ہے (تفسیر ابن کثیر وابن جریر)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:

وَالۡمُؤۡمِنُونَ وَالۡمُؤۡمِنَٰتُ بَعۡضُهُمۡ أَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ يَأۡمُرُونَ بِالۡمَعۡرُوفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَوٰةَ وَيُؤۡتُونَ الزَّكَوٰةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓۚ أُوْلَٰٓئِكَ سَيَرۡحَمُهُمُ اللَّهُۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۷۱﴾... (سورة التوبة)

"مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق اور مددگار ہیں کہ نیک کام کرنے کی ہدایت کرتے ہیں اور برے کام کرنے سے روکتے ہیں، اور نمازیں پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے حال پر عنقریب اللہ رحم کرے گا.

معروف اور منکر صرف جزئی امور ہی میں محدود نہیں ہیں بلکہ ان کا دائرہ بہت وسیع ہے معروف ہر اچھے اور پسندیدہ کام اور منکر ہر برے اور ناپسند کام کو شامل ہے،

دین اور عقل کی نظر میں بہت سے کام معروف اور پسندیدہ ہیں جیسے نماز اور دوسرے فروع دین، سچ بولنا، وعدہ کو وفا کرنا، صبر واستقامت، فقراء اور ناداروں کی مدد، عفو ودرگزر، امید ورجاء، راہ خدا میں انفاق، صلہ رحمی، والدین کا احترام، سلام کرنا، حسن خلق اور اچھا برتاؤ، علم کو اہمیت دینا، پڑوسیوں اور دوستوں کے حقوق کی رعایت، حجاب اسلامی کی رعایت، طہارت وپاکیزگی، ہر کام میں اعتدال اور میانہ روی اور دیگر سیکڑوں نمونے،

اس کے مقابلہ میں بہت سے ایسے امور پائے جاتے ہیں جنہیں دین اور عقل نے منکر اور ناپسند شمار کیا ہے، جیسے ترک نماز، روزہ نارکھنا، حسد، کینہ، بغض، کنجوسی، جھوٹ، تکبر، غرور، منافقت، عیب جوئی، افواہ پھیلانا، چغلخوری، ہواپرستی، برا بھلا کہنا، جھگڑا کرنا، بدامنی پھیلنا، اندھی تقلید، یتیم کا مال کھا جانا، ظلم اور ظالم کی حمایت کرنا، مہنگا بیچنا، سودخوری، رشوت لینا، انفرادی اور اجتماعی حقوق کو پامال کرنا وغیرہ وغیرہ.

ہم سب امر باالمعروف کو انجام دیں، اعمال صالحہ کا ارتکاب کریں، اعمال سیئہ سے اجتناب کریں اور نہی عن المنکر پر بھی مکمل طور پر عمل پیرا ہوں.

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810